

قتل ناحق

اسلام دین فطرت ہے، اس لیے اس نے انسانی فطرت کے ہر ہر پہلو کی پوری پوری رعایت کی ہے۔ اسلام میں اس بات کی کوئی گنجائش نہیں کہ کوئی شخص کسی کی جان یا مال یا آبرو پر حملہ کرے۔ بلکہ اسلام نے نہایت سختی سے اس کی ممانعت کی ہے اور اسے بہت ہی برا اور گھناؤنا جرم قرار دیا ہے۔ قرآن میں پچھلے زمانے کی ایک قوم کا ذکر کرتے ہوئے ایک اصول بیان کیا گیا ہے:

﴿ اِنَّهٗ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَانَ مِثْلَ الْقَتْلِ النَّاسِ جَمِیْعًا وَمَنْ اَحْيَاهَا فَكَانَ مِثْلَ اَحْيَا النَّاسِ جَمِیْعًا ﴾ [المائدة: ۳۲]

یعنی جس نے کسی ایک جان کو بھی قتل کر دیا اور ایسا نہ تو کسی جان کے بدلے کیا اور نہ زمین میں پھیلے ہوئے فساد سے نمٹنے کے لیے کیا تو اس نے گویا سارے انسانوں کو قتل کر دیا۔ اور جس نے ایک جان کو زندہ بچا لیا تو اس نے گویا سارے انسانوں کو زندہ بچا لیا۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی آدمی شروعات کے طور پر کسی ایک بھی آدمی کو قتل کر دے تو وہ اتنا بڑا مجرم ہے کہ گویا اس نے سارے انسانوں کو قتل کر دیا، کیونکہ اس نے انسان کے قتل کا دروازہ کھولا۔ یہ ہے اسلام میں انسانی جان کا احترام۔

وجہ امتیاز تقویٰ ہے

مساوات کا نظریہ اسلام میں بنیادی حیثیت کا حامل ہے۔ اسی لیے اسلام نے اس کا خاص اہتمام کیا ہے، اس کے اغراض و مقاصد کی توضیح کی ہے اور یہ معاشرہ انسانی کے لیے کس حد تک ضروری ہے اس کو بھی اجاگر کر دیا ہے۔ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے اس کو عملی جامہ پہنایا اور ایسی نظیر پیش کی کہ گزشتہ اقوام کی تاریخ میں دور دور تک اس کی مثال نہیں ملتی۔

بعثت نبوی سے پہلے عرب جاہلی سوسائٹی میں عجب انتشار تھا، لوگ خود سری، بے راہ روی اور اخلاقی گراؤ میں مبتلا تھے، قبیلے اور رشتہ داریوں کی بنیاد پر بڑی سخت عصبیت اور جتھہ بندی تھی۔ اس عصبیت کی بنیاد جاہلی مزاج تھا۔

عربی معاشرہ مختلف اور الگ الگ خاندانوں اور گھرانوں پر مشتمل تھا۔ ایک خاندان دوسرے سے اپنے کو بلند و برتر سمجھتا تھا بعض خاندان دوسرے خاندانوں یا عام انسانوں کے ساتھ بہت سی رسوم و عادات میں شرکت پسند نہیں کرتے تھے۔ غرضیکہ معاشرے میں عصبیت کا دور دورہ تھا، جس کی وجہ سے عدل و انصاف، شفقت و ہمدردی، اخوت و محبت اور مساوات کا فقدان تھا، ہاں کچھ لوگ ایسے ضرور تھے جو اس کی اہمیت کو بخوبی سمجھتے تھے اور اسے عملی جامہ پہنانے کے لیے آواز بھی اٹھاتے تھے۔ لیکن ان کی یہ آواز صدِ البصر اہو کر رہ جاتی تھی۔

محسن انسانیت ﷺ کی بعثت کے بعد رحمت خداوندی سے نوع انسانی کے افراد ایک خاندان میں تبدیل ہو گئے۔ وہ سب ایک باپ (آدم) کی اولاد تھے اور آدم کی اصل مٹی سے ہے، نہ کسی عرب کو کسی عجمی پر فضیلت تھی اور نہ کسی عجمی کو کسی عرب پر فوقیت تھی۔ ہاں اگر کسی کو کسی پر برتری تھی تو محض تقویٰ کی بنا پر، چنانچہ قرآن عزیز نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاهُمْ﴾ [الحجرات: ۱۳]

”اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت (آدم و حوا) سے پیدا کیا اور تمہیں قبیلے اور خاندانوں میں تقسیم کر دیا، تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کر سکو۔ اللہ کے یہاں اسی کی عزت زیادہ ہے جو خدا ترسی اور تقویٰ میں بڑھا ہوا ہے۔“

اس آیت سے صاف ظاہر ہو گیا کہ چونکہ تمام بنی نوع انسان کی تخلیق ایک ہی مرد اور عورت سے ہوئی ہے اس لیے برادرانہ رشتے میں منسلک ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے پر فوقیت نہیں رکھتے۔ مساوات ہی کی تعلیم کے پیش نظر پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے غلامی کے خلاف آواز بلند کی اور غلاموں کو عام انسانوں کا درجہ دیا۔ چنانچہ بعض غزوات میں آپ نے غلاموں کو امیر لشکر بنا کر بھیجا، مساوات کی تعلیم سے قرآن و حدیث بھرے پڑے ہیں اور یہ تعلیم محض تعلیم ہی نہیں رہی، بلکہ مسلمانوں نے ہر دور اور ہر زمانے میں اس پر عمل پیرا ہو کر بھی دکھلایا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ کی شادی ایک غلام (زید بن حارثہ) سے کر دی تھی۔ اس سے آپ کا صرف یہ مقصد تھا کہ معاشرے میں غلاموں کو جو حقارت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ لیکن اس کا خاتمہ کر دیا جائے اور ان میں بھی عمل کا جذبہ پیدا ہو۔ (مولانا محمد یونس سلفی)

مجلس ادارت

- شیخ الحدیث حافظ ثناء اللہ مدنی
- مولانا محمد اسحاق بھٹی
- مولانا ارشاد الحق اثری
- ملک عصمت اللہ قلوی
- حافظ حماد شاہر
- حماد الحق نعیم

مدیر مسئول

- حافظ احمد شاہر

مینجر

- محمد سلیم چنیوٹی 0333-4786507

کمپوزنگ

- رضا اللہ ساجد 0344-4656461

جواہر پارے

کلمہ طیبہ	وجہ امتیاز توتوی ہے	قفل تاج
اداریہ		
درس قرآن	تفسیر سورة الضحٰی..... (۲۳)	
درس حدیث	أربعین اعتقادی..... (۱۳)	
تحقیق و تدقیق	اسلام کا روحانی نظام..... (۲)	
احکام و مسائل	قبولیت قرآنی کی شرائط	
پہنہ و موصفت	ماہ ذی الحجہ اور قربانی	
تعلیم و تربیت	مستعد زندگی	
نقلہ نظر	داعی اسحاق کے تقاضے	
افکار معاصرین	مروجہ اسلامی بینک کاری؟	
تبصرہ کتب	انتخاب حدیث - طب نبوی ﷺ	
فہرست کتب	فہرست آردو کتب (محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری)	
شعر و ادب	نشاط روح	
		(۲۰۰۰ جلد)

خط کتابت کے لیے : ہفت روزہ الاعتصام، 31 شیش محل روڈ، لاہور
 کرٹ اکاؤنٹ نمبر : ABL 2466-4 بلال سنج برانچ لاہور
 فون نمبر : 042-3735 4406
 فیکس نمبر : 042-37229802
 رجسٹرڈ نمبر : CPL : 12

فی ہرچہ : 12/- روپے
 سالانہ : 500/- روپے
 بیرونی ممالک سے : 200/- ریال
 60/- ڈالر امریکی

E-Mail: al.aitisam@gmail.com

پرنٹر: پرنٹ یارڈ پرنٹرز، لاہور۔ ناشر: حافظ احمد شاہر، مقام اشاعت: 31 شیش محل روڈ لاہور 54000

جراتِ اظہار

مذہبیات اور اخلاقیات میں پڑوسی کے حقوق ہوتے ہیں، دوستی کے تقاضے بھی لیکن برتری کی خواہش چیزے دیگر اور امن کے نام پر اپنی صنعت و تجارت سے دست برداری اور شیوہ خودی کے برعکس ضعف کا اظہار بھی ہے اور کئی سوالوں کو جنم بھی دیتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ مسلمان پڑوسی کے حقوق بھی غیر مسلموں سے بہتر جانتے ہیں۔ دوستی نبھانا بھی خوب جانتے ہیں، کیونکہ ان کے رسول ﷺ یہ سارے حقوق ان کو بتلا گئے ہیں۔ دین نے ان کو یہ بھی بتایا ہے کہ برتری و تفوق کی خواہش خالص ابلیسی فکر ہے جس سے بچنے کی تعلیم دی گئی ہے اور صنعت و تجارت میں محنت و دیانت کے فضائل بھی نہ صرف ان کو بتائے گئے ہیں بلکہ سچے اور دیانتدار تاجر کو صدیقین و شہداء کی معیت کی نوید سے بھی نوازا گیا ہے۔

بھارتی وزارت خارجہ کی مستعدی، حاضر دماغی اور اپنے مقصد..... اٹوٹ انگ اور..... اکھنڈ بھارت کے ساتھ ذہنی و قلبی وابستگی اور اپنے دیش سے اس کی جو بے پایاں محبت ہے اس کو آپ بھارتی تھنک ٹینک کی مہارت اور اس کی کامیاب حکمت عملی کہہ لیں، بھارتی حکمرانوں کی سیاسی رائے کا استحکام و استقرار کہہ لیں یا مسلم دشمن سیاست کی ہٹ دھرمی کہ انھیں جب بھی موقع ملتا ہے کشمیر کے اٹوٹ انگ ہونے کی راگنی وہ ضرور الاپتے ہیں کہ اس پر عالم کفر کی اشیر باد بھی ہمیشہ سے انھیں حاصل رہی۔ عالم کفر نے بھارت کی ہوس ملک گیری کو انگینت دے کر مسئلہ کشمیر الجھا رکھا ہے۔ عالمی سیاسی شطرنج کے نمایاں مہرے تو بے شک امریکہ و برطانیہ ہیں لیکن ان کے گرو یا پس پردہ راہنما تو اصل میں اسلحہ ساز اور اسلحہ کے وہ یہودی سوداگر ہیں جنھیں اپنے مال کی کھپت کی مارکیٹ چاہیے، چاہے کوئی انسان مرے، جئے یا بچ جائے ان کی بلا سے۔ جب کہ ہماری وزارت خارجہ کے بابو نظریہ پاکستان تو بے چارہ کہاں گیا وطن عزیز کے استحکام اور مفادات کی بجائے عموماً آقا یان ولی نعمت کے اشارہ ابرو کے انتظار میں رہتے ہیں جو انھیں مہر و عطا کی خواب آور چوہنی دیے رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری خارجہ پالیسیوں میں ہمیشہ اغیار کے مفادات کے ایسے شامیانے لگا دیے جاتے ہیں جو پھلتے چلے جاتے ہیں اور وطن عزیز اب تک ان سے باہر نکل ہی نہ سکا۔ حالانکہ زمینی حقیقت تو یہ ہے کہ بھارت کشمیر پر ہٹ دھرمی چھوڑ کر قیام پاکستان کے طے کردہ اصولوں کے مطابق اور اقوام متحدہ کی قرارداد پر عمل کرتے ہوئے دونوں ملکوں بلکہ دونوں پڑوسیوں کے جنگی اخراجات بھی بچائے اور اپنی اپنی ملکیتوں کو امن کا گوارہ بنا کر دونوں ممالک دفاعی بجٹ کو اپنے عوام کی ترقی اور معاشی خوش حالی پر خرچ کریں۔

وزیر اعظم پاکستان آج کل اقوام متحدہ..... U.N.O..... کی جنرل اسمبلی کے اجلاس، یعنی عالمی سربراہی کانفرنس میں شرکت کے لیے امریکہ گئے ہوئے ہیں جہاں ان کی وزیر اعظم ہندوستان سے ملاقات کا اوّل امکان تھا پھر ملاقات کا وقت بھی طے ہو گیا اور بالآخر ملاقات ہو ہی گئی۔ جناب وزیر اعظم نے جنرل اسمبلی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے سلیقے اور دانائی سے ان خیالات کا اظہار کیا جس کی وطن عزیز کو ضرورت یا وطن عزیز کے استحکام کے لیے جو ناگزیر تھے۔ انھوں نے جو کہا اس کا مفہوم تقریباً یہی تھا کہ اسلام تو امن و سلامتی کا دین ہے جو لوگ اسلام کو تشدد پسند مذہب یا مسلمانوں کو دہشت گرد باور کراتے ہیں ان کو یہ پروپیگنڈا اب بند کر دینا چاہیے اور اپنی رائے تبدیل کر لینی چاہیے۔

وطن عزیز پر مسلط کی گئی دہشت گردی کی نام نہاد جنگ میں پاکستان..... کے ناقابل تلافی جانی و مالی نقصانات کی صورت میں..... کی قربانیوں کا ذکر بھی کیا جس کے الفاظ کی تہہ میں اس جنگ کو ختم کرنے (یا اس سے نکل جانے) کی خواہش بھی خوابیدہ تھی۔ پے در پے اور رحمانہ ڈرون حملوں پر پاکستانی عوام کی رائے بھی پہنچائی اور تشدد کی لہر ختم نہ ہونے کا بڑا سبب ڈرون حملوں کو قرار دیتے ہوئے یہ حملے بند کیے جانے کا مطالبہ بھی کیا۔ نیز انھوں نے عالمی رائے عامہ کو جھوڑتے ہوئے مسئلہ کشمیر کے حل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے کہا کہ عالمی رائے عامہ مسئلہ کشمیر جب تک اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق حل کرانے میں مخلص نہ ہوگی تب تک پاک بھارت میں امن کس طرح ہو سکتا ہے؟

جناب میاں صاحب اور بھارتی وزیراعظم نے اپنی ملاقات کی ابتدا مادی زبان پنجابی میں کی اور اس کے بعد میاں صاحب نے جناب من موہن سنگھ سے موہنے انداز میں ساری باتیں بھی کھلی کھلی کیں۔

بلوچستان میں جب سے حالات خراب ہوئے ہیں تب سے مختلف حلقے بیرونی مداخلت کا ذکر کرتے رہے کبھی کبھی کوئی دے لفظوں میں دخیل ملک یعنی بھارت کا ذکر بھی کر دیتا لیکن ایک آدھ مرتبہ خبر چھپنے کے بعد اخبارات سے ایسی خبریں غائب کر دی جاتیں۔ جناب میاں صاحب پاکستان کے پہلے حکمران ہیں جنھوں نے پہلی دفعہ صاف صاف لفظوں اور سپاٹ لہجے میں بھارتی وزیراعظم کو سننے کانوں اور دیکھتی آنکھوں بتا دیا کہ مہاراج! بلوچستان میں مداخلت بند کریں ہم تو اچھے پڑوسیوں کی طرح رہنا چاہتے ہیں آپ بھی نیت اور عمل اچھا کریں، مسئلہ کشمیر پر اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق عمل کریں، بلوچستان میں مداخلت بند کر دیں اور دونوں ممالک اسلحہ کے بیوپاریوں کا دھندا بڑھانے کی بجائے مل کر اس بحث سے اپنے عوام کو سہولتیں دیں۔ امن قائم کریں، برصغیر میں امن و آشتی کا یہی طریقہ اور راستہ ہے۔

ہماری خواہش ہے کہ اب بھارتی وزیراعظم اپنے دلش..... بھارت..... کے باسی اور پاکستان کے پڑوسی بن کر سوچیں اور فیصلہ کر لیں کہ وہ اسلام مخالف طاقتوں کے ایجنڈے کو مسترد کر دیں گے۔ وہ پاک بھارت کی علاقائی ضرورتوں، تقاضوں بلکہ رشتوں ناٹوں اور ان کے حقوق و جذبات کو ملحوظ رکھیں۔ بھارتی وزیراعظم کو ہم سے بہت زیادہ اس بات کا علم ہوگا کہ صلیب کا برصغیر مجبوراً چھوڑنے کا کینہ ابھی تک صلیب کے سینے پر مونگ دل رہا ہے۔ خاتم بدہن وہ تیسری عالمی جنگ کو اس سرزمین پر برپا کرنے کی انگلیت دے کر اس خطہ کو میدان جنگ بنانا، اس خطے کے جوان خون کو باہم لڑا کر ان کے خون کو رزق خاک کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس سے اس کی آتش انتقام کچھ نہ کچھ سرد ہوگی۔

ایک ہی ہفتے کے اندر پشاور میں تین خونی حادثے طالبان سے مذاکرات کے عمل کو سیوتا ٹوڑنے کی بے ظاہر ایک بہت بڑی عالمی سازش محسوس ہوتی ہے۔ اس مرتبہ طالبان نے پشاور کے سانحات سے برأت کا فوراً اظہار بھی کر دیا ہے۔ اب جناب میاں صاحب نے بھی کہہ دیا ہے پاکستان میں دہشت گردی کے پیچھے غیر ملکی ہاتھ ہے۔ ویسے بھی معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ حکومت میں عبدالرحمن ملک (سابقہ وزیر داخلہ) جیسا پہنچا ہوا کوئی ”ولی یا بزرگ“ نہیں جسے طالبان کے ملوث ہونے کا فوراً القا ہو جاتا ہو۔ تاہم دہشت گردی کی اس خوفناک لہر کا جنرل اسمبلی میں جناب میاں صاحب کے جرأت مندانہ خطاب کا رد عمل ہونا بھی عین ممکن ہو سکتا ہے۔ آج کیم اکتوبر کے اخبارات میں طالبان اور حکومت سے وطن کے علماء و مشائخ کی جنگ بندی کی اپیل بھی شائع ہو چکی ہے۔ حکومت مذاکرات کے لیے نیت بھی خالص کرے اور اس کی طرف پیش قدمی بھی کرے اور اللہ تعالیٰ سے نصرت بھی طلب کرے۔ ان شاء اللہ، اللہ تعالیٰ بھی حسب نیت مدد فرمائے گا، وطن عزیز کے علماء، مشائخ، وطن عزیز کے لیے مخلص سیاسی قیادت اور عوام سب آپ کے ساتھ ہیں۔ ان تنصروا واللہ ینصرکم و یثبت اقداکم۔

تفسیر سورۃ الصّٰفّٰت

مولانا ارشاد الحق اثری رحمہ اللہ

غذائیں ہوں گی سب لذت و سرور حاصل کرنے کے لیے ہوں گی بھوک کی حاجت رفع کرنے کے لیے نہیں بلکہ وہاں تو حفظانِ صحت، قوت حاصل کرنے کے لیے یا زندگی برقرار رکھنے کے لیے غذا کی ضرورت ہی نہیں ہوگی کیونکہ جنت میں جسمانی قوت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ہوگی وہاں وہ جو بھی کھائیں گے لذت و سرور کے لیے کھائیں گے۔

یہاں صرف فواکہ کا ذکر ہے جب کہ دوسرے مقام پر لحم طیر (پرندوں کا گوشت) کا ذکر بھی ہے:

﴿وَفَاكِهَةٍ مِّمَّا يَتَخَيَّرُونَ ۝ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُونَ ۝﴾ [الواقعة: ۲۰، ۲۱]

”اور ایسے پھل لے کر جنہیں وہ پسند کرتے ہیں۔ اور پرندوں کا گوشت لے کر جس کی وہ خواہش رکھتے ہیں۔“

یعنی پھل اور پسندیدہ پرندوں کا گوشت خدام حاضر خدمت کریں گے۔ یہ گوشت بھی بھوک ختم کرنے کے لیے نہیں بلکہ لذت و لطف کے لیے ہوگا۔

﴿وَهُمْ مُكْرَمُونَ﴾ ان کی وہاں بڑی تکریم و تعظیم ہوگی۔ تکریم کے بغیر محض کھانا کوئی معنی نہیں رکھتا۔ کھانا تو گداگر کے دامن میں بھی ڈال دیا جاتا ہے۔ مگر اعزاز و اکرام کے بغیر لذیذ کھانا بھی بدمرہ لگتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ۔

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

﴿فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ﴾ یہ ان کے مستقل مسکن کا ذکر ہے کہ وہ

﴿فَوَاكِهَ وَهُمْ مُكْرَمُونَ ۝ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ۝ عَلَى سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ۝ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِينٍ ۝ بَيْنَهُمَا لَدَذِیْلٌ لِّلشَّارِبِينَ ۝ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُونَ ۝﴾ [الصّٰفّٰت: ۴۲-۴۷]

”کئی قسم کے پھل اور وہ عزت بخشے گئے ہیں۔ نعمت کے باغوں میں۔ تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ ان پر صاف بہتی شراب کا جام پھرایا جائے گا۔ جو سفید ہوگی، پینے والوں کے لیے لذیذ ہوگی۔ نہ اس میں کوئی درد سر ہوگا اور نہ وہ اس سے مدہوش کیے جائیں گے۔“

﴿فَوَاكِهَ﴾ یہ جنتی رزق کی تفسیر ہے۔ فواکہ، فاکہہ کی جمع ہے جو ہر قسم کے میوہ جات پر بولا جاتا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ انار اور کھجور کے علاوہ باقی میوہ جات کو فاکہہ کہتے ہیں کیونکہ قرآن مجید میں ان کا فاکہہ پر عطف کے ساتھ ذکر ہوا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انار اور کھجور فاکہہ سے غیر ہیں۔ جیسے فرمایا ہے:

﴿فِيهِمَا فَاكِهَةٌ وَنَخْلٌ وَرُمَّانٌ ۝﴾ [الرحمن: ۶۸]

”ان دونوں میں پھل اور کھجور کے درخت اور انار ہیں۔“

علامہ راغب نے تو فرمایا کہ قرآن مجید میں انگور اور انار کا فاکہہ پر عطف ہوا ہے۔ مگر عنب، یعنی انگور کا فاکہہ کے ساتھ ذکر نہیں ہوا۔ مگر علامہ فیروز آبادی نے کہا ہے کہ ہر پھل پر فواکہہ کا اطلاق ہوتا ہے۔ اور جنہوں نے فواکہہ کا اطلاق صرف میوہ جات پر کیا ہے ان کی تردید کی ہے اور اسے قولِ باطل و مردود قرار دیا ہے۔ (القاموس) امام رازی نے ”فواکہہ“ کے تناظر میں فرمایا ہے کہ جنت میں جنتی

ہوئے ہیں۔“

ان پلنگوں کے بارے میں ہے کہ وہ سونے اور جواہرات سے مرصع ہوں گے:

﴿عَلٰی سُرُرٍ مَّوْضُونَةٍۙ﴾ [الواقعة: ۱۵]

”سونے اور جواہر سے بنے ہوئے تختوں پر (آرام کر رہے ہوں گے)۔“

یہ پلنگ بلندی پر ہوں گے جنتی ان پر بیٹھنا چاہیں گے تو وہ نیچے ہو جائیں گے۔ (ابن کثیر)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فِيْهَا سُرُرٌ مَّرْفُوْعَةٌۙ وَّ اَكْوَابٌ مَّوْضُوْعَةٌۙ وَ نَبَارِقُ

مَصْفُوْفَةٌۙ وَ زَرَائِبُ مَبْثُوْرَةٌۙ﴾ [الغاشية: ۱۳-۱۶]

”اس میں اونچے اونچے تخت ہیں۔ اور رکھے ہوئے آب خورے ہیں۔ اور قطاروں میں لگے ہوئے گاؤں کیے ہیں۔

اور بچھائے ہوئے مخملی قالین ہیں۔“

ان تختوں کا دائرہ صنعاء سے جابہ تک یا عدن سے ایلہ تک ہوگا۔

(قرطبی)

اللہ تعالیٰ انہیں ایسی قوت بینائی، قوت سماعت اور قوت گویائی عطا

فرمائے گا کہ وہ دور بیٹھے ہوئے بھی آپس کی باتیں سن رہے اور ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں گے۔

ریشمی لباس، سونے چاندی کے زیورات اور شاہانہ شان میں سبے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے۔

نعمت کے باغوں میں ہوں گے۔ جن میں انہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے بے شمار انعامات و احسانات سے نوازا جائے گا۔ ”فجار“ کے لیے ”جحیم“ (بھڑکتی ہوئی آگ) ہوگی جب کہ ابرار و متقین کے لیے ”النعیم“ یعنی نعمتیں ہی نعمتیں ہوں گی۔ یہ نعمتیں جسمانی بھی اور روحانی بھی، نہ وہاں محنت و مشقت نہ کوئی کلفت و پریشانی، بس راحت ہی راحت ہوگی۔

﴿عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِيْنَ﴾ یہ جنتیوں کی محفلوں اور مجلسوں کا بیان ہے۔ سرور، سریر کی جمع ہے، یعنی تخت جس پر خوش حال لوگ ٹھاٹھ سے بیٹھے ہیں۔ وہ ان تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ اس آیت میں ان کی باہمی محبتوں اور چاہتوں کا بیان ہے۔ اگر دلوں میں رنجش ہو تو اکٹھے بیٹھے ہوئے بھی انسان ایک دوسرے سے منہ موڑ لیتا ہے۔ مگر اہل جنت کے دل تو باہمی کدورتوں سے پاک صاف ہوں گے:

﴿وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّۙ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ

مُتَقَابِلِيْنَۙ﴾ [الحجر: ۴۷]

”اور ہم ان کے سینوں میں جو بھی کینہ ہے نکال دیں گے،

بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔“

گویا جنت میں معصیت کا کوئی تصور نہیں، نہ قولاً نہ عملاً نہ فکر، نہ ظاہراً نہ باطناً۔ انھی تختوں کے بارے میں فرمایا گیا ہے:

﴿مُتَنَبِّحِيْنَ عَلٰی سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍۙ﴾ [الطور: ۲۰]

”ایسے تختوں پر تکیہ لگائے ہوں گے جو قطاروں میں بچھائے

بقیہ: اربعین اعتقادی

۸: ہر ایک انسان اس دنیا کے فانی سے رخصت ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور ضرور پیش ہوگا۔

۹: شرک نہ کرنے والا تو حید پرست انسان جنت میں داخل ہوگا۔

۱۰: شرک پر موت جہنم میں جانے کا سبب ہے اور تو حید پر موت جنت میں داخلے کا سبب ہے۔

۱۱: اس سے شرک کی خوب مذمت ہوتی ہے اور تو حید کی اہمیت و فضیلت خوب واضح ہوتی ہے۔

اربعین اعتقادی

درس
حدیث

۷

فرائد الفوائد في جمع الأربعين من أحاديث العقائد

ہے، جسے وہ چاہے گا اور جو اللہ کا شریک بنائے تو یقیناً اس نے بہت بڑا گناہ گھڑا۔“

۱۳: سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جو بندہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہ بنایا تو وہ جنت میں داخل ہوگا اور جو بندہ اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہو ملاقات کرے گا تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔“

فوائد:

۱: عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا بھی عقیدہ یہی تھا کہ اللہ وحدہ لا شریک ہے اور صرف اسی کی بندگی کرو۔ اس میں نصاریٰ کا رد ہے جو اللہ تعالیٰ کو مسیح بن مریم قرار دیتے ہوئے شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اس میں ملحد صوفیاء کا بھی رد ہوتا ہے جو عقیدہ اتحاد اور حلول کے قائل ہیں۔

۲: عبادت کے لائق صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں۔
۳: انبیاء کی دعوت ہمیشہ ایک رہی ہے کہ اس کائنات کا رب صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

۴: مشرک پر جنت حرام ہے اور جہنم اس کا ٹھکانہ ہے۔
۵: شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔ سچی توبہ کے بغیر یہ ناقابل معافی جرم ہے۔

۶: شرک کے سوا دوسرے گناہ قابل معافی ہیں، جسے اللہ تعالیٰ چاہے گا معاف فرمادے گا اور جسے چاہے گا سزا دے گا۔

۷: مشرک افتر پر داز ہوتا ہے۔ (باقی صفحہ نمبر ۶ پر ملاحظہ کیجیے)

باب: عقوبة الشرك بالله ، وقول الله تعالى: ﴿وَقَالَ الْمَسِيحُ يٰبَنِيَّ اسْرَآئِيلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاوِيْهُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝﴾ [المائدة: ۷۲]

وقوله تعالى:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ وَ مَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا ۝﴾ [النساء: ۴۸]

۱۳: عن جابر بن عبد الله قال: سمعت رسول الله يقول: ((من لقي الله لا يشرك به شيئاً دخل الجنة، ومن لقيه يشرك به شيئاً دخل النار.)) (صحيح مسلم، رقم الحديث: ۹۳)

شرک باللہ کی سزا:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

”اور مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) نے فرمایا: اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ بے شک جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے گا پس تحقیق اس پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام کر دی ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کے لیے کوئی مدد کرنے والے نہیں ہیں۔“

اور فرمان الہی ہے:

”بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ اس کا شریک بنایا جائے اور وہ معاف کر دے گا جو اس کے علاوہ

اسلام کا روحانی نظام

قرآن اور حدیث و سنت کی روشنی میں

سید عالم جمال عبدالسلام ہشام

ہدایت کی اساس ہے، چنانچہ فرمایا:

﴿وَاتَّبِعُوا لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ﴾ [الاعراف: ۱۵۸]

”اور رسول اکرم ﷺ کی اتباع کرو تا کہ تم ہدایت حاصل کر سکو۔“

مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ﴾ [النساء: ۸۰]

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی۔“

اور اطاعت رسول ﷺ سے گریز کرنے والوں کے بارے میں

وعید شدید کی آیات اتار کر اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس امر کو واضح کر دیا

کہ مخالفت رسول ﷺ انسان کو تعزیر مذلت میں تو گر سکتی ہے مگر کسی

روحانی ترقی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، چنانچہ ارشاد ہوا:

﴿فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ

بَيْنَهُمْ﴾ [النساء: ۶۵]

”پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے،

یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان

کے درمیان جھگڑا پڑ جائے۔“

مزید ارشاد ہوا:

﴿فَلْيَحْذَرِ الَّذِينَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَنْ تُصِيبَهُمْ

فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [النور: ۶۳]

”سو لازم ہے کہ وہ لوگ ڈریں جو اس کا حکم ماننے سے پیچھے

رہتے ہیں کہ انھیں کوئی فتنہ آپہنچے، یا انھیں دردناک عذاب

آپہنچے۔“

اس آیت کی واضح دلالت یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے امر سے

دوسرا اصول: اتباع رسول اللہ ﷺ اور انکار بدعت:

اسلام کے روحانی نظام کا دوسرا اصول یہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ

کی اطاعت و اتباع کی جائے کیونکہ اسی میں کامیابی، فوز اور فلاح کی

ضمانت ہے۔ اس مضمون کی بے شمار آیات قرآن مجید میں موجود ہیں:

﴿وَاطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ

تَرْحَمُونَ﴾ [آل عمران: ۱۳۲]

”اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی فرماں برداری کرو تا کہ

تم پر رحم کیا جائے۔“

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا

عَظِيمًا﴾ [الاحزاب: ۷۱]

”اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے تو

یقیناً اس نے بہت بڑی کامیابی حاصل کر لی۔“

نیز اطاعت رسول ﷺ روحانی طور پر انسان کو اتنا بلند کرتی ہے

کہ اس کی رفاقت و معیت اللہ کے چنے ہوئے لوگوں کے ساتھ ہوتی

ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ

اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصَّادِقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَ

الصَّالِحِينَ وَحَسَنَ أَوْلِيَائِكَ رَفِيقًا﴾ [النساء: ۶۹]

”اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے تو وہ اللہ

کے انعام یافتہ لوگوں یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور نیک

لوگوں کے ساتھ ہوگا اور یہ لوگ اچھے رفیق ہیں۔“

قرآن مجید نے یہ گواہی بھی دی کہ رسول اللہ ﷺ کی اتباع ہی

میں داخل ہونے سے انکاری ہوا۔“

اس بنا پر امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت واجب اور فرض ہے۔ اس کی عدم موجودگی میں ایمان کی سلامتی کی ضمانت نہیں دی جاسکتی کجایہ کہ کسی قسم کی روحانی ترقی حاصل کی جاسکے، چنانچہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا﴾ [النساء: ۱۱۵]

”اور جو کوئی رسول کی مخالفت کرے، اس کے بعد کہ اس کے لیے ہدایت خوب واضح ہو چکی اور مومنوں کے راستے کے سوا (کسی اور) کی پیروی کرے ہم اسے اسی طرف پھیر دیں گے جس طرف وہ پھرے گا اور ہم اسے جہنم میں جھونکیں گے اور وہ بری لوٹنے کی جگہ ہے۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا فتویٰ:

فرماتے ہیں:

فحق على كل احد بذل جهده و استطاعته في معرفة ما جاء به و طاعته اذ هذا طريق النجاة من العذاب الاليم و السعادة في دار النعيم . (مجموع الفتاوى لابن تیمیہ: ۶۰۵/۱)

یعنی نبی ﷺ کی لائی ہوئی تعلیمات کی معرفت اور آپ ﷺ کی اطاعت ہر ایک پر مقدور بھر لازم ہے کیونکہ دردناک عذاب سے نجات اور جنت کا مستحق بننے کے لیے یہی واحد راستہ ہے۔

اور مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وما سوى ذلك فضلال عن سبيله . (ایضاً ۴/۱)

”اور جو اس کے سوا ہے وہ محض گمراہی ہے۔“

امام محمد بن ادریس الشافعی رحمہ اللہ کا قول:

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اعراض اور اس کی مخالفت کرنے والے یا تو فتنے کی لپیٹ میں آئیں گے یا ان پر کوئی عذاب مسلط کر دیا جائے گا۔ اور فتنہ و عذاب میں مبتلا شخص کو روحانی طور پر ترقی یافتہ ہرگز نہیں کہا جاسکتا۔

نیز یہ ارشاد بھی قابل غور ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [الاحزاب: ۲۱]

”بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے، اس کے لیے جو اللہ اور یوم آخر کی امید رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہو۔“

اس مضمون پر قرآن کریم کی بے شمار آیات ہیں اور خود رسول اکرم ﷺ نے بھی امت کو اپنی اطاعت اہمیت سے آگاہ کر دیا، چنانچہ فرمایا:

((والذى نفسى بيده لا يؤمن احدكم حتى

اكون احب اليه من والده وولده والناس

اجمعين .)) (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۳۵۳۵)

”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک میں تمہارے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے بڑھ کر تمہیں محبوب نہیں ہو جاتا۔“

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا:

((كل امتى يدخلون الجنة الا من ابى .))

قالوا يا رسول الله ومن يابى قال: ((من

اطاعنى دخل الجنة و من عصانى فقد

ابى .)) (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۷۲۸۰)

”میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی مگر جو خود انکاری ہو گیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے پوچھا: جنت میں داخل ہونے سے کون انکاری ہوگا! فرمایا: جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوگا اور جس نے میری نافرمانی کی وہ جنت

بالسنة واكل الحلال و كف الاذى و تجنب المعاصي والتوبة و اداء الحقوق .

(نتائج الافكار القدسية: ۱۱۱/۱)

”ہمارا طریقہ سات وجہ پر مشتمل ہے: کتاب اللہ سے تمسک، سنت کی اقتداء، حلال کھانا، تکلیف دہ چیز سے رک جانا، نافرمانیوں سے اجتناب، توبہ اور حقوق کی ادائیگی کا اہتمام۔“
شیخ نصیر الدین چراغ دھلوی کا قول:

مشرّب پیر حجت نمے شود
 دلیل از کتاب و سنت مے باید

(اخبار الاخبار ص ۱۸۸)

اس بحث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دین ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ﴾ [المائدة: ۳] کی ضمانت بھی موجود ہے، اتباع رسول ﷺ کی روشنی بھی فروزاں ہے اور خاتم النبیین کا تاج بھی جبین محمد ﷺ پر جگمگا رہا ہے۔ لہذا اتباع سنت کا اصول اس امر کا متقاضی ہے کہ دین میں ہر قسم کے نئے کام جاری کرنے سے اجتناب کیا جائے۔ بدعت سے مکمل طور پر گریز کیا جائے کیونکہ انکار بدعت کے بغیر روحانی ترقی حاصل نہیں کی جاسکتی۔

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ [آل عمران: ۸۵]
 ”اور جو اسلام کے علاوہ کوئی اور دین تلاش کرے تو وہ اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والوں سے ہوگا۔“

خود رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے:

((و شر الامور محدثاتها و كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة .))

(صحیح مسلم، رقم الحديث: ۸۶۷)

” (دین میں) بدترین کام نوا ایجاد شدہ امور ہیں اور ہر نو

وان الله افترض طاعة رسوله و ختم على الناس اتباع امره . (كتاب الرسالة، ص: ۷۸)
 ”اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت فرض ٹھہرائی ہے اور لوگوں کے لیے آپ ﷺ کے حکم کی اتباع اللہ کا اٹل فیصلہ ہے۔“

نیز یہ امر محققین صوفیاء کے ہاں بھی مسلم ہے کہ اطاعت رسول اللہ ﷺ کی عدم موجودگی میں کسی قسم کی روحانی ترقی حاصل نہیں ہو سکتی۔
شیخ عبدالقادر جیلانی (م ۵۹۱ھ) کا قول:

اجعل الكتاب والسنة امامك و انظر فيهما بتامل و تدبر و اعمل بهما ولا تغتر بالقول والقييل والهوس، السلامة مع الكتاب والسنة والهلاك مع غيرهما .

(فتوح الغیب، مقالہ ۳۶)

”کتاب و سنت کو اپنے سامنے رکھ اور ان میں تدبر و تامل کر اور ان دونوں کے مطابق عمل کر۔ قیل و قال اور خواہش پرستی سے دھوکہ نہ کھا۔ کیونکہ سلامتی کتاب و سنت ہے، ان کے سوا باقی سب ہلاکت ہے۔“

ابوالحسن احمد بن ابی الحواری (م ۲۴۰ھ) کا قول:

من عمل عملاً بلا اتباع سنة رسول الله ﷺ فباطل عمله . (الرسالة القشيرية، ص: ۱۲۶)
 ”جس نے اپنے کسی بھی عمل میں اتباع رسول کو ملحوظ نہ رکھا اس نے اپنے عمل کو باطل کر دیا۔“

شیخ جنید بغدادی کا قول:

ايس راه كسے بايد كه كتاب بردست راست گرفته باشد و سنت مصطفى ﷺ بردست چپ دور و شنائی ايس دو شمع می رود تانہ در مغاک شھت افتند و در ظلمت بدعت۔ (تذكرة الاولياء، ص: ۸)

سہل بن عبد اللہ تستری کا قول:

طريقتنا سبعة: التمسك بالكتاب والافتداء

ایجاد شدہ کام (دین میں) بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔“

اسی طرح ایک روایت کے الفاظ ہیں:

((وكل ضلالة في النار.))

(سنن النسائي، رقم الحديث: ۱۵۷۹)

”ہر گمراہی کا نتیجہ آگ ہے۔“

اسی طرح رسول اکرم ﷺ سے یہ بات بھی ثابت ہے:

((من احدث في امرنا هذا ما ليس منه فهو

رد.)) (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۲۶۹۷)

”جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات بنائی جو فی

الحقیقت اس میں سے نہیں، وہ مردود ہے۔“

نیز آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((من عمل عملاً ليس عليه امرنا فهو رد.))

(صحیح مسلم، رقم الحديث: ۱۷۱۸)

”جس نے ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تھا، وہ مردود ہے۔“

اس تفصیل سے واضح ہوا کہ بدعت نہ صرف ایک خلاف شریعت

عمل ہے بلکہ سنت کی ضد بھی ہے۔ پرلے درجے کی گمراہی اور دخول

جہنم کا باعث ہے۔ اور جو عمل اس قدر شنیع اور فحش ہو اُس کی موجودگی

میں روحانی ارتقا کا سفر نہ صرف مسدود ہو جاتا ہے بلکہ انسان شریعت

کی روشن شاہراہ کو چھوڑ کر جہنم کے پرخطر راستے پر گامزن ہو جاتا ہے۔

امام مالک بن انس رحمہ اللہ کا قول:

قال ابن الماجشون سمعت مالكا يقول: من

ابتدع في الاسلام بدعة يراها حسنة فقد

زعم ان محمدا صلى الله عليه وسلم خان

الرسالة لان الله يقول: ﴿الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ

دِينَكُمْ﴾ [المائدة: ۳]

(الاعتصام للشاطبي: ۲۸/۱)

”ابن الماجشون کہتے ہیں: میں نے امام مالک کو یہ فرماتے

ہوئے سنا کہ جو شخص دین میں بدعت ایجاد کرے اور پھر

اسے بدعت حسنہ خیال کرے تو حقیقت میں اس نے یہ تاثر

دیا ہے کہ آپ ﷺ نے (نعوذ باللہ) ادائے رسالت میں

خیانت کی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرما چکا ہے: آج میں نے

تمہارے لیے تمہارے دین کی تکمیل کر دی ہے۔“

اسی طرح شیخ علی محفوظ فرماتے ہیں:

((وما اخبث رجلاً ترك سبيل السنة

الشارحة لكتاب واستبدل العذب

بالعذاب.)) (الابداع في مضار الابتداع، ص: ۱۰)

”وہ شخص کس قدر خبیث النفس ہے جو اس راہ سنت کو چھوڑ

دیتا ہے جو کتاب اللہ کی شرح ہے اور یوں وہ دین کے چشمہ

شیریں کے بدلے عذاب کو مول لیتا ہے۔“

معروف محقق شیخ سلیم الہلالی لکھتے ہیں:

فلا يقبل عمل المسلم الا بشرطين: احدهما

ان يكون العمل خالصا لله خلاص الذه

الابرز، الثاني: ان يكون موافقا للسنة.

(البدعة واثرها السيئة في الامة، ص: ۱۲، ۱۳)

”مسلمان کا عمل دو شرطوں کے ساتھ قبول ہوتا ہے: پہلی یہ

کہ عمل خالص سونے کی طرح خالص اللہ کے لیے ہو۔

دوسری یہ کہ عمل سنت کے موافق ہو۔“

مختصراً خلاصہ بحث یہی ہے کہ انسان قرآن و سنت کے ساتھ

تمسک کرے اور ہر قسم کی بدعات اور احداث فی الدین سے بچے۔

اس کے بغیر روحانی ترقی کا حصول عبث ہے۔

تیسرا اصول: فکر آخرت:

اسلام کے روحانی نظام کا تیسرا بڑا اصول آخرت کی فکر اور روز

قیامت پر غیر متزلزل ایمان ہے۔ اس کے بغیر انسان صحیح معنوں میں

اپنے نفس کو خواہشات سے بچانے میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ قرآن

مجید کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ دنیا فانی اور ناپائیدار ہے

کہیں موازنہ کرتے ہوئے ارشاد ہوا:

﴿أَرْضَيْتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَا مِنَ الْآخِرَةِ فَمَا مَتَاعُ
الْحَيَاةِ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ﴾ [التوبة: ۳۸]
”کیا تم آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی پر خوش ہو گئے
ہو؟ تو دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلے میں نہیں
ہے مگر بہت تھوڑا۔“

اسی موازنے کے تسلسل کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا:

﴿بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ
وَأَبْقَى﴾ [الاعلیٰ: ۱۶، ۱۷]
”بلکہ تم دنیا کی زندگی کو ترجیح دیتے ہو۔ حالانکہ آخرت کہیں
بہتر اور زیادہ باقی رہنے والی ہے۔“

اسی طرح فرمایا:

﴿إِنَّ هَؤُلَاءِ يُجِبُّونَ الْعَاجِلَةَ وَيَذَرُونَ وَرَاءَهُمْ
يَوْمًا ثَقِيلًا﴾ [الدھر: ۲۷]
”یقیناً یہ لوگ جلد ملنے والی چیز سے محبت کرتے ہیں اور ایک
بھاری دن کو اپنے پیچھے چھوڑ رہے ہیں۔“

نیز دنیاوی زندگی کی ناپائیداری کی مثالیں دیتے ہوئے فرمایا:

﴿وَاضْرِبْ لَهُم مَّثَلًا الْحَيَاةِ الدُّنْيَا كَمَا آتَىٰ أَنْزَلْنَاهُ
مِنَ السَّمَاءِ فَاخْتَلَطَ بِهِ نَبَاتُ الْأَرْضِ فَأَصْبَحَ
هَشِيمًا تَذْرُوهُ الرِّيحُ وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
مُّقْتَدِرًا﴾ [البقرة: ۲۶]
”اور ان کے لیے دنیا کی زندگی کی مثال بیان کر، جیسے پانی،
جسے ہم نے آسمان سے اتارا تو اس کے ساتھ زمین کی
نباتات خوب مل جل گئی، پھر وہ چورا بن گئی، جسے ہوائیں
اڑائے پھرتی ہیں اور اللہ ہمیشہ سے ہر چیز پر پوری قدرت
رکھنے والا ہے۔ مال اور بیٹے دنیا کی زندگی کی زینت ہیں

جبکہ آخرت کا گھر ہمیشہ اور باقی رہنے والا ہے۔ اسلام نے وضاحت
سے بتا دیا کہ کارخانہ ہستی کا حدود اور بصر صرف وہی عالم رنگ و بو نہیں جو
چاروں طرف پھیلا ہوا ہے بلکہ میدانوں، کھلیانوں، دریاؤں،
پہاڑوں، آبشاروں، بادلوں، آسمان کی نیلگوں فضا اور ستاروں سے
آگے بھی زمان و مکان کی ایک لامتناہی کائنات موجود ہے جسے تم اس
وقت دیکھ سکو گے جب موت کا سرد ہاتھ تمھاری شمع زندگی کو گل کر دے
گا۔ مشاہدے کی موجودہ دنیا اوجھل ہو جائے گی اور عالم غیب کی وہ
زندگی صاف دکھائی دے گی جو ابدی اور لافانی ہے، چنانچہ ارشاد باری
تعالیٰ ہے:

﴿الْهَكْمُ التَّكَاثُرُ﴾ [التكاثر: ۱-۸]
”تمھیں ایک دوسرے سے زیادہ حاصل کرنے کی حرص نے
غافل کر دیا۔ یہاں تک کہ تم نے قبرستان جا دیکھے۔ ہرگز
نہیں، تم جلدی جان لو گے۔ پھر ہرگز نہیں، تم جلدی جان
لو گے۔ ہرگز نہیں، کاش! تم جان لیتے، یقیناً کا جاننا۔ کہ یقیناً
تم ضرور جہنم کو دیکھو گے۔ پھر یقیناً تم ضرور اسے یقین کی
آنکھ سے دیکھ لو گے۔ پھر یقیناً تم اس دن نعمتوں کے بارے
میں ضرور پوچھے جاؤ گے۔“

اسلوب قرآن یہ بھی ہے کہ انسان فکر آخرت میں مشغول رہے
اور دنیا اور آخرت کا موازنہ کرتا رہے تاکہ اسے روحانی کامیابی اور
فلاح حاصل ہو، چنانچہ کہیں ارشاد ہوا:

﴿إِنَّمَا هَذِهِ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَإِنَّ الْآخِرَةَ هِيَ دَارُ
الْقَرَارِ﴾ [المؤمن: ۳۹]
”یہ دنیا کی زندگی تو معمولی فائدے کے سوا کچھ نہیں اور یقیناً
آخرت، وہی رہنے کا گھر ہے۔“

احادیث کی روشنی میں فکر آخرت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((کن فی الدنیا کانک غریب او عابر

سبیل .)) (صحیح بخاری، رقم الحديث: ۶۴۱۶)

”دنیا میں ایسے ہو جا جیسے غریب الوطن یا مسافر ہوتا ہے۔“

اسی حدیث کی رو سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے:

”اذا امسیت فلا تنتظر الصباح واذا أصبحت

فلا تنتظر المساء وخذ من صحتک لمرضک

و من حیاتک لموتک .“

(صحیح بخاری، رقم الحديث: ۶۴۱۶)

”جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کرے

تو شام کا انتظار نہ کر۔ اپنی صحت کو بیماری سے پہلے غنیمت جان

اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے اچھا موقع سمجھ۔“

رسول اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((والله ما الفقر أخشى عليكم ولكن أخشى

ان تبسط عليكم الدنيا كما بسطت على من

كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها و

تلهيكم كما الهتهم .))

(صحیح بخاری، رقم الحديث: ۶۴۲۵)

”بخدا مجھے تم پر فقر کا اتنا ڈر نہیں جتنا اس بات کا خدشہ ہے کہ

دنیا کی فراوانی تمہیں اسی طرح دے دی جائے گی جس طرح

پہلی قوموں کو دی گئی تھی، پھر وہ جیسے دنیا کی خاطر جیے، تم بھی

اسی طرح دنیا کی خاطر جیو گے۔ وہ تمہیں اسی طرح غافل کر

دے گی جیسے اس نے تم سے پہلوں کو غافل کیا۔“

آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا:

((مالی و للدنیا، ما انا فی الدنیا الا کراکب

استظل تحت شجرة ثم راح و ترکها .))

(جامع الترمذی، رقم الحديث: ۲۳۷۷)

اور باقی رہنے والی نیکیاں تیرے رب کے ہاں ثواب میں

بہتر اور امید کی رو سے زیادہ اچھی ہیں۔“

اور ایک مقام پر مثال دیتے ہوئے فرمایا:

﴿إِغْلَبُوا أَنفُسَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا لَعِبٍّ وَلَهُوَ زِينَةٌ

وَتَفَاخُرٌ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْأَمْوَالِ وَالْأَوْلَادِ كَمَثَلِ

غَيْثٍ أَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهُ ثُمَّ يَهِيَجُ فِتْرَاهُ مُضْفَرًا

ثُمَّ يَكُونُ حُطَامًا وَفِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ شَدِيدٌ وَمَغْفِرَةٌ

مِنَ اللَّهِ وَرِضْوَانٌ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعٌ

الْغُورُ ۝﴾ [الحديد: ۲۰]

”جان لو کہ بے شک دنیا کی زندگی اس کے سوا کچھ نہیں کہ

ایک کھیل ہے اور دل لگی ہے اور بناؤ سنگھار ہے اور تمہارا

آپس میں ایک دوسرے پر بڑائی جتانہ ہے اور اموال اور اولاد

میں ایک دوسرے سے بڑھ جانے کی کوشش کرنا ہے، اس

بارش کی طرح جس سے اگنے والی بھیتی نے کاشت کاروں کو

خوش کر دیا، پھر وہ پک جاتی ہے، پھر تو اسے دیکھتا ہے کہ زرد

ہے، پھر وہ چورا بن جاتی ہے اور آخرت میں بہت سخت

عذاب ہے اور اللہ کی طرف سے بڑی بخشش اور خوش نودی

ہے اور دنیا کی زندگی دھوکے کے سامان کے سوا کچھ نہیں۔“

نیز یہ بھی فرمادیا:

﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ وَإِنَّمَا تُوَفَّقُونَ أُجُورَكُمْ

يَوْمَ الْقِيَمَةِ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ

فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُورِ ۝﴾

[آل عمران: ۱۸۵]

”ہر جان موت کو چکھنے والی ہے اور تمہیں تمہارے اجر

قیامت کے دن ہی پورے دیے جائیں گے، پھر جو شخص

آگ سے دور کر دیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو یقیناً

وہ کامیاب ہو گیا اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سامان کے

سوا کچھ نہیں۔“

ابن الوقت انسان مواقع اور امکانات کے لحاظ سے دس مختلف طرز عمل اختیار کر سکتا ہے لیکن آخرت میں سچائی کا نتیجہ لازماً ایک ہی ہے اور اس پر نظر رکھنے والا ایک مومن انسان دنیوی فائدے اور نقصان کا لحاظ کیے بغیر لازماً ایک ہی طرز عمل اختیار کرے گا۔“

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، ص: ۲۰۱، ۲۰۰)

انسانی نفس پر عقیدہ آخرت کے اثرات:

اس اقتباس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسلام نے آخرت کے عقیدے کو اپنے اخلاقی ضابطے اور نظام شرعی کے لیے ایک زبردست پشت پناہ بنا دیا ہے اور یہ ایمان انسان کے نفس میں ایک ایسے طاقت ور ضمیر کی تشکیل کرتا ہے جو کسی بیرونی لالچ اور دباؤ کے بغیر انسان کو آپ سے آپ نیکیوں کی طرف راغب کرتا ہے اور اُن گناہوں سے بچاتا ہے جو انسانی نفس کی تباہی و بربادی کا باعث بن سکتے ہیں۔ جب انسان اپنا احتساب کرتا ہے کہ یہ دنیا بے مقصد نہیں ہے بلکہ با مقصد ہے اور ایک دن اللہ ہمارا حساب کرے گا تو پھر یہی فکر آخرت و حقیقت اللہ کے ذکر کا ایک پہلو بن جاتی ہے۔ انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے یہاں تک اس پر نفس مطمئنہ کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ (جاری ہے)

ضرورت رشتہ

شیخ برادری، اہل حدیث، کاروباری لڑکا، قد پانچ فٹ دس انچ، تعلیم میٹرک، بھائی پھیرو میں سپر سٹور، کے لیے اہل حدیث مسلک سے وابستہ، شیخ برادری سے لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور، فیصل آباد، رائے ونڈ اور قرب و جوار سے رابطہ کریں۔

شیخ طیب معاویہ

فون: 0333-4124172 / 0301-4295619

”میرا دنیا کے ساتھ کیا تعلق! میں دنیا میں اس مسافر کی طرح ہوں جو درخت کے سائے تلے کچھ دیر سستا ہے، پھر اس شجر سایہ دار کو چھوڑ دیتا ہے اور کوچ کر جاتا ہے۔“

نیز یہ بھی ارشاد نبوت ہے:

((الدنيا سجن المؤمن و جنة الكافر .))

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۲۹۵۶)

” (آخرت کے مقابلے میں) دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔“

خلاصہ بحث:

- ۱: مندرجہ بالا آیات و احادیث سے یہ امور مترشح ہوتے ہیں کہ دنیا عارضی اور ناپائیدار جب کہ آخرت ہمیشہ کا گھر ہے۔
- ۲: دنیا میں مسافر کی طرح رہنا چاہیے اور اپنے آپ کو اس کی کشش سے بچا کر رکھنا چاہیے۔
- ۳: دنیاوی کشش اگر حد اعتدال سے تجاوز کر جائے تو ہلاکت و بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔
- ۴: اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ اور اس میں درہم و دینار اور قوت و طاقت کو کوئی دخل نہیں۔

اس تصور آخرت کا لازمی اثر انسانی روح پر یہ ہوتا ہے کہ وہ اخلاقی لحاظ سے بلند تر اور ارفع ہو جاتی ہے۔ جزا و سزا کا یہ تصور اُسے اس حد میں رکھتا ہے جس میں رہنا اس کے لیے ضروری ہے۔ اسی بات کی تشریح میں مولانا ابوالاعلیٰ مودودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”آخرت کا یہ اسلامی تصور دو اہم فائدے عطا کرتا ہے جو کسی دوسرے ذریعے سے حاصل نہیں ہو سکتے۔ ایک یہ کہ اس سے اصول اخلاق کو غایت درجے کا استحکام نصیب ہوتا ہے جس میں تزلزل کا کوئی خطرہ نہیں۔ دوسرے یہ کہ اس سے انسان کی اخلاقی سیرت کو وہ استقامت میسر آتی ہے جس میں بشرط ایمان انحراف کا کوئی اندیشہ نہیں۔ دنیا میں سچائی کے دس مختلف نتیجے نکل سکتے ہیں اور ان پر نگاہ رکھنے والا ایک

قبولیت قربانی کی شرائط

قاری محمد طیب بھٹوی، گوجرانوالہ

علیحدگی اور بیزاری اس وقت تک رہے گی جب تک تم کفر و شرک چھوڑ کر توحید کو نہیں اپنالو گے۔ ہاں، جب تم ایک اللہ کو ماننے والے بن جاؤ گے تو پھر یہ عداوت موالات میں اور یہ بغض محبت میں بدل جائے گا۔ (احسن البیان)

مطلب یہ ہوا کہ اپنا عقیدہ درست اور بدعقیدہ لوگوں سے نفرت رکھے اور ان کو آگاہ کرے کہ عقیدہ کی درستی تک ہمارے درمیان اخوت و محبت کا رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اس سلسلے میں کوئی مداخلت، سمجھوتہ، رشتہ داری، باپ بیٹا، خاوند بیوی غرض کوئی تعلق بھی آڑے نہ آئے۔ یہ سیرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک جھلک ہے۔

دوسری شرط: نماز کی پابندی:

قرآن پاک میں قربانی کرنے کے حکم سے پہلے نماز کا تذکرہ ہے۔ رحمۃ للعالمین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو حکم فرمایا:

﴿فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ﴾ [الکوثر: ۲]

”پس تُو اپنے رب کے لیے نماز پڑھ اور قربانی کر۔“

سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ

الْعَالَمِينَ﴾ [الأنعام: ۱۶۲]

”کہہ دے بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے، جو جہانوں کا رب ہے۔“

ایک روایت میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عید کے دن دو چھترے ذبح کیے تو کچھ دعائیں پڑھیں، ایک دعا

قربانی کا عمل جناب ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی یادگار ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنے اکلوتے بیٹے کی دربار خداوندی میں قربانی پیش کی تو خالق ارض و سماء نے خوش ہو کر بطور انعام قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے اسے یہ کہہ کر یادگار بنادیا:

﴿وَفَدَيْنَاهُ بِذَبْحٍ عَظِيمٍ﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي

الْآخِرِينَ ﴿۱۰۷﴾ [الصافات: ۱۰۷، ۱۰۸]

”اور ہم نے اس کے فدیے میں ایک بہت بڑا ذبیحہ دیا۔ اور

پیچھے آنے والوں میں اس کے لیے یہ بات چھوڑ دی۔“

اب اس عظیم عمل کو پوری دنیا میں جہاں کہیں بھی ملت ابراہیم علیہ السلام کا کوئی فرد موجود ہے وہ اس یادگار کو دربار خداوندی میں نیاز مندانہ پیش کرتا ہے۔ لیکن اس یادگار عمل کی قبولیت کے لیے چند شرائط پیش خدمت ہیں بعض کی حیثیت عمومی ہے اور بعض کی خصوصی ان شرائط کے بغیر یہ عظیم الشان عمل اللہ تعالیٰ کے دربار میں شرف قبولیت حاصل نہیں کر سکتا۔

پہلی شرط: ایمان و عقیدہ:

اس عمل کے بانی سیدنا ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے بطور اسوۂ حسنہ پیش فرمایا اور وہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے قوم کے مشرکوں کو مخاطب کر کے فرمایا:

﴿إِنَّا بَرَاءٌ وَأَمْنُكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ

أَبَدًا حَتَّىٰ تَوْمِنُوا بِاللَّهِ وَحَدَّثَكُمْ﴾ [الممتحنة: ۴]

یعنی شرک کی وجہ سے ہمارا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ کے پرستاروں کا بھلا غیر اللہ کے پجاریوں سے کیا تعلق؟ اور یہ

بنوا کراخبارات میں دینا بازاروں میں مشہوری کے لیے ان کو لیے پھرنا اور اللہ کے ہاں ثواب کی امید رکھنا عبث ہے۔
چوتھی شرط: حلال مال:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا انْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِأَخِيذِهِ إِلَّا أَنْ تُغْضُوا فِيهِ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ غَنِيٌّ حَمِيدٌ﴾ [البقرة: ۲۶۷]

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان پاکیزہ چیزوں میں سے خرچ کرو جو تم نے کمائی ہیں اور ان میں سے بھی جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے نکالی ہیں اور اس میں سے گندی چیز کا ارادہ نہ کرو، جسے تم خرچ کرتے ہو، حالانکہ تم اسے کسی صورت لینے والے نہیں، مگر یہ کہ اس کے بارے میں آنکھیں بند کر لو اور جان لو کہ بے شک اللہ بڑا بے پروا، بے حد بخویوں والا ہے۔“

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مالی عبادات کی قبولیت کے لیے ضروری ہے کہ مال حلال ہو اور کمائی پاکیزہ ہو۔

﴿وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ﴾ [البقرة: ۲۶۷] سے مراد وہ چیزیں ہیں جو غلط کمائی سے ہوں۔ غلط کمائی چوری، ڈاکہ، رشوت، سود، دھوکا، حرام چیزوں کی کمائی اور تجارت وغیرہ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ان الله طيب ولا يقبل الا طيبا.))

اللہ تعالیٰ پاک ہے پاک (حلال) چیز ہی قبول فرماتا ہے۔“
(احسن البیان)

ایک حدیث میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

لا يقبل الله عز وجل صدقة من غلول.

(ابوداؤد: ۲۷/۱)

”چوری کے مال سے اللہ تعالیٰ صدقہ قبول نہیں فرماتا۔“

کے الفاظ پر غور فرمائیے:

((أَنْ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ.)) (منتقى الاخبار: ۱/۱۰۵۲)

”میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت اللہ رب العالمین کے لیے ہے۔“

اگر بے نماز ذبح سے پہلے یہ دعا پڑھے گا تو فرشتہ کہتا ہوگا بد بخت کیوں جھوٹ بول رہا ہے نماز تو نے کبھی پڑھی نہیں اور زبان سے اقرار کس بات کا کرتا ہے۔

تیسری شرط: اخلاص نیت:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انما الاعمال بالنيات . (بخاری)

”سب اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔“

اگر نیت میں اللہ کی رضا اور تقویٰ ہے تو عمل قبول ہوگا، فرمان خداوندی ہے:

﴿إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ﴾ [المائدة: ۲۷]

”اللہ تعالیٰ پر ہیزگاروں کا عمل ہی قبول فرماتے ہیں۔“

اور اگر نیت خالص نہیں صرف دکھلاوا مقصود ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان یاد رکھنا چاہیے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبْطِلُوا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْأَذَى كَالَّذِي يُنْفِقُ مَالَهُ رِثَاءَ النَّاسِ﴾ [البقرة: ۲۶۴]

”ایمان والو! اپنے صدقات احسان جتا کر اور ایذا پہنچا کر

ضائع مت کرو جس طرح وہ شخص جو اپنا مال لوگوں کو دکھانے

کے لیے خرچ کرتا ہے۔“

دوسری حدیث میں ہے کہ ریا کار نخی کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا

اور اس سے کہا جائے گا تو نے نام وری کے لیے مال خرچ کیا سو تیرا

نام دنیا میں نخی مشہور ہو گیا۔ اب میرے ہاں تیرے لیے کچھ نہیں اور

اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ لاکھوں کے جانور خرید کر فوٹو

پانچویں شرط: اتباع سنت:

شریعت کا کوئی کام بھی رسول اکرم ﷺ کے عمل اور فرمودات سے ہٹ کر کیا جائے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں کیونکہ آپ ﷺ کی ذات ہی ہمارے لیے اسوہ ہے:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾

[الأحزاب: ۲۱]

”بلاشبہ یقیناً تمہارے لیے اللہ کے رسول میں ہمیشہ سے اچھا نمونہ ہے۔“

قربانی کے جانور کے انتخاب کے لیے آپ ﷺ نے چند باتیں ارشاد فرمائی ہیں جن کا خیال و اہتمام قربانی کی قبولیت کے لیے انتہائی ضروری ہے۔ بصورت دیگر قربانی کی قبولیت ناممکن ہے۔ وہ شرائط درج ذیل ہیں:

۱: قربانی کے لیے مندرجہ ذیل جانوروں کا ہی صرف انتخاب کیا جائے:

اونٹ (مذکر و مؤنث)، بھیڑ (مذکر و مؤنث)، بکری (مذکر و مؤنث)۔

فرمان خداوندی ہے:

﴿وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِّيُذَكَّرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيمَةِ الْأَنْعَامِ﴾ [الحج: ۳۴]

”ہر اُمت کے لیے ہم نے قربانی کے طریقے مقرر کر دیے ہیں تاکہ وہ بھیمۃ الانعام (جو پائے جانور) پر اللہ کا نام لیں (یعنی ذبح کریں)۔“

بھیمۃ الانعام پر امام نووی رحمہ اللہ نے تمام مسلمانوں کا اجماع نقل کیا ہے کہ قربانی میں صرف یہی جانور ہی کفایت کر سکتے ہیں۔

(شرح مسلم للنووی: ۱۳/۱۲۵)

۲: جانور کی عمر: فرمان مصطفیٰ ﷺ ہے:

((لا تذبحوا الا مسنة.))

(صحیح مسلم، رقم الحدیث: ۱۹۶۳)

تم دو دانٹا جانور ہی ذبح کرو۔“

ہاں اگر تم تنگ دست ہو تو ایک سال کی بھیڑ (دنبہ) ذبح کر لو۔

۳: عیوب سے مبرا جانور: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے چار قسم کے جانوروں کی قربانی کرنے سے منع کیا ہے:

وہ جانور جو بھیڑ کا ہوا اور اس کا بھیڑ گاپن بالکل واضح ہو (یعنی کانا)۔
جو بیمار ہو اور اس کی بیماری ظاہر ہو۔ جو لنگڑا ہو اور اس کا لنگڑا پن بالکل نمایاں ہو۔ وہ انتہائی کمزور لاغر جانور جس کی ہڈیوں میں گوداندہ ہو۔

(ابوداؤد، ترمذی)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم قربانی والے جانوروں کی آنکھوں اور کانوں کی اچھی طرح پڑتال کر لیا کریں اور وہ جانور ذبح نہ کریں جو یک چشم ہو یا جس کے کان آگے سے یا پیچھے سے کٹ کر لٹک گئے ہوں یا جس کے کان لمبائی میں کٹے ہوں یا چوڑائی میں یا جس کے کانوں میں سوراخ ہو۔

(ابوداؤد، ترمذی)

الغرض جانور جیسا بھی ہو اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے قائم کردہ میزان پر پورا نہیں اترتا تو اس کی قربانی کی قبولیت کی کوئی گارنٹی نہیں۔

چھٹی شرط: قربانی کا وقت اور دن:

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

ما عمل ابن آدم يوم النحر عملا احب الى الله من اراقه دم . (ترمذی، ابن ماجہ)

”دس ذوالحجہ کو خون بہانے سے بڑھ کر ابن آدم اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی بہتر عمل نہیں کرتا۔“

دوسری حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے عظیم دن یوم النحر ہے۔ (ابوداؤد)

آپ ﷺ نے فرمایا: ایام تشریق سارے ذبح کے دن ہیں (یعنی دس سے تیرہ تاریخ تک)۔

(باقی صفحہ نمبر ۲۱ پر ملاحظہ کیجیے)

ماہ ذی الحجہ اور قربانی

محمد امین سلفی

۱۸

علائیہ طور پر نہرِ آ زمانہ ہو سکے۔ کیونکہ حرمت والے مہینوں میں ہر کسی کے لیے حج و عمرہ کی عام اجازت تھی البتہ ان کی اسلام دشمنی کسی اور رنگ میں ظہور پذیر ہوئی۔ ابنِ حضرمی کے قتل پر ان کا جو سب سے بڑا اعتراض ہوا وہ یہ کہ مدعیانِ ملت ابراہیم کو دیکھیے یہ تو ہم سے بھی گئے گزرے نکلے کہ انھوں نے حرام مہینے کی مسلمہ حرمت کو پامال کر دیا اور ماہِ حرام میں بھی قتل و خون ریزی سے باز نہ آئے۔

ان تاریخی حقائق کی روشنی میں یہ سمجھنا کچھ دشوار نہیں کہ عربوں کے نزدیک ان مہینوں کی حرمت مسلم تھی۔ اس حرمت کے لحاظ کا ہی یہ اثر تھا کہ جب وہ اپنی جبلتِ ثانیہ کی بنا پر لڑائی کے لیے بے قرار ہو جاتے تو مہینوں کی ترتیب الٹ پلٹ کر صفر کو پہلے اور محرم کو بعد میں کر دیتے تھے تاکہ وہ لڑائی بھی کریں اور حرام مہینے کی حرمت بھی پامال نہ ہو۔ مہینوں کی ترتیب کے اسی الٹ پھیر کو اہلِ جاہلیت کی اصطلاح میں نسی کہا جاتا تھا جسے قرآن نے گمراہی اور کفر میں اضافہ قرار دیا ہے۔ کفار و مشرکین کے نزدیک ماہ ذی الحجہ کی قدر و قیمت:

جیسا کہ بیان کیا گیا ذی الحجہ بھی حرام مہینوں میں سے ایک مہینہ ہے اس لیے مشرکین کے نزدیک اس کی وہ قدر و قیمت تو تھی ہی جس کا ذکر پچھلے صفحے میں آچکا ہے۔ لیکن قرآن کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اس مہینے کو مشرکین کے نزدیک حرام مہینوں میں بھی خاص امتیاز حاصل تھا۔ چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے:

﴿وَالْفَجْرِ ۝ وَلَيَالٍ عَشْرٍ ۝ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ ۝﴾

[الفجر: ۱-۳]

”فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت و طاق کی قسم ہے۔“
مفسرین نے لیالِ عشر (دس رات) سے ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی

ذی الحجہ عربی کے ان مہینوں میں سے ایک ہے جن کو اشہر حرم (حرمت والے مہینے) کہا جاتا ہے۔ حرمت والے مہینے ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور ربیع ہیں۔ ان مہینوں کی حرمت ظہورِ اسلام سے صد ہا برس قبل بھی عرب کے مسلمہ عقائد میں داخل تھی، دورِ جاہلیت میں ان کی حرمت دلوں کے اندر اس قدر راسخ تھی کہ اس کو پامال کرنا نہایت سنگین مذہبی و اخلاقی جرم سمجھا جاتا تھا۔ ظہورِ اسلام سے قبل اگر عربوں کے حالاتِ زندگی پر ایک ہلکی سی نظر ڈال لی جائے تو یہ حقیقت بالکل آشکارا ہو جاتی ہے کہ اقتصادی بدحالی کی وجہ سے لوٹ کھسوٹ، کشت و خون ریزی، قتل و غارت گری اور رہزنی ان کی زندگی کا جزو لاینفک بنی ہوئی تھی۔ غرض کہ باطل طریقے سے لوگوں کے مال کو کھانا، ان کی طبیعت میں پوری طرح نفوذ کر گیا تھا۔ علاوہ ازیں انتقام اور بدلے کا جذبہ ان کے مزاج میں اس طرح پیوست تھا کہ اگر کوئی شخص کسی شخص کو قتل کر دیتا تو قبیلے کا قبیلہ جذبہ انتقام سے مشتعل ہو جاتا، جس کے سبب سالہا سال تک کے لیے لڑائیوں کا دروازہ کھل جاتا۔ ایک کے عوض ہزاروں کی جانیں جاتیں، یہ لوگ اسے اپنی عزت نفس کا لازمہ سمجھتے تھے۔ لیکن ان ناپسندیدہ عادات کے باوجود جب حرمت والے مہینے ان پر سایہ فگن ہوتے تو یکایک ان کی زندگیوں میں ایک عجیب انقلاب رونما ہو جاتا۔ رہزنی اور قتل و غارت گری سے بالکل باز آ جاتے۔ دشمن قبیلہ اگر ان مہینوں میں حج عمرہ یا ضروریاتِ زندگی کے لیے آتا تو اسے مطلقاً نہ چھیڑتے۔ حتیٰ کہ آدمی اگر اپنے باپ کے قاتل کو بھی پاجاتا تو اُف تک نہ کہتا۔

اسی حرمت کا پاس و لحاظ تھا کہ نبی ﷺ ذی قعدہ ۶ھ میں جب اپنے چودہ سو صحابہ کے ہمراہ عمرے کی نیت سے روانہ ہوئے تو قریش

فيهن احب الى الله من هذه الايام العشر
فقالوا يا رسول الله ولا الجهاد في سبيل
الله فقال رسول الله ﷺ ولا الجهاد في
سبيل الله الا رجل خرج بنفسه وماله فلم
يرجع من ذلك بشيء . (ترمذی)

”ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
عشر ذوالحجہ میں نیک عمل کرنا اللہ کو جتنا محبوب ہے اتنا
دوسرے دنوں میں نہیں۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول
اللہ، جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جہاد فی
سبیل اللہ بھی نہیں، ہاں مگر وہ شخص جو جان و مال کے ساتھ
راہِ خدا میں نکلے اور ان میں سے کسی کے ساتھ واپس نہ ہو
(یعنی جان و مال دونوں راہِ خدا میں قربان کر دے۔)“

.....عن ابی ہریرۃ عن النبی ﷺ قال ما من
ایام احب الى الله ان يتعبد له فيها من عشر
ذی الحجة يعدل صیام کل یوم منها بصیام
سنة و قیام کل لیلة منها بقیام لیلة القدر .

(ترمذی)

”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، آپ ﷺ
نے فرمایا کہ اللہ رب العزت کو ذی الحجہ کے دس دنوں کی
عبادت سب سے زیادہ محبوب ہے، ان دنوں میں سے ہر ایک
دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے اور ان میں سے
ہر ایک رات کا قیام شب قدر کے قیام کے برابر ہے۔“

.....ما من ایام افضل عند الله ولا العمل
الصالح فيهن احب الى الله عز وجل من
هذه الايام یعنی من العشر فاکثروا فيهن من
التهليل والتكبير وذكر الله وان صیام یوم
منها يعدل صیام سنة والعمل فيهن بضاعف
بسبع مائة ضعف . (ترغیب: ۱۹۹/۲)

دس دن، شفع (جنت) سے یوم نحر اور وتر (طاق) سے یوم عرفہ کو مراد لیا
ہے۔ قسم کا عمومی اصول یہ ہے کہ وہ ہمیشہ انہی مہتم بالشان چیزوں کی
کھائی جاتی ہے جو مخاطب کی نگاہ میں بھی مہتم بالشان ہوں۔ ظاہر ہے
کہ سورت میں روئے سخن کفار کی جانب ہے۔ اس لیے معلوم ہوا کہ
ان کے نزدیک بھی ذی الحجہ کے دس دن خصوصاً یوم عرفہ و یوم النحر بڑی
عظمت کے دن تھے۔ چنانچہ ان کے مفاخر میں سے ان دنوں
حاجیوں کی خدمت کرنا تاریخ کے اوراق میں ثبت ہے، جس کا اظہار
وہ بڑے بڑے مجموعوں میں فخریہ طور پر کیا کرتے تھے، بلکہ یہی وہ دن
ہیں جن میں وہ مناسک حج ادا کرتے تھے اور حج ان کے نزدیک ان
کی سب سے ہم عبادت تھی۔ اس لیے بھی یہ ایام ان کی نگاہ میں
نہایت اہم تھے۔

ماہ ذی الحجہ اسلام میں:

اسلام کی اعلیٰ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس
نے اوصافِ حمیدہ کو اپنے دامن میں ہمیشہ جگہ دی ہے، بلکہ اس کے
دائرے کو وسیع کرنے کی پوری کوشش ہے خواہ وہ وصف کسی بھی مذہب
اور کسی بھی فرد کے اندر پایا جائے اسلام بلا تعصب و عداوت اس کو
پروان چڑھانے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی تعلیم اس نے اپنے متبعین
کو دی ہے۔ ماہ ذی الحجہ کی جو فضیلت کفار کے یہاں تھی اسلام نے
اس کی اہمیت بڑھا کر بنی نوع انسان پر کافی احسان کیا ہے۔

یوں تو ذی الحجہ کے پورے ماہ کی فضیلت حدیث شریف میں وارد
ہوئی ہے لیکن پہلی دہائی کو دیگر دہائیوں پر فضیلت و برتری حاصل
ہے۔ جیسا کہ لیال عشر کی وضاحت میں گزر چکا، اور اسی سے یہ بھی
واضح ہو گیا کہ ان دس دنوں میں سے یوم عرفہ و یوم النحر کو خصوصاً
فضیلت حاصل ہے، ان دنوں کے روزے اور قیام اللیل (تہجد) کی
احادیث میں کثرت سے فضیلت مذکور ہے۔ چند احادیث پیش کی جا
رہی ہیں:

.....عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال

رسول اللہ ﷺ ما من ایام العمل الصالح

میں قربان کرتے ہیں۔

درحقیقت یہ قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عالم انسانی کے منصب امامت پر متمکن کر کے انھیں بعد میں آنے والوں کے لیے اسوہ و نمونہ بنایا ہے۔ اس لیے انھوں نے اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربان کر دینے کی جو کوشش کی تھی اور اس طرح اللہ کی مرضی پر جان سے زیادہ عزیز متاع قربان کرنے کا جو عملی مظاہرہ اور ثبوت پیش فرمایا تھا، اس کی یادگار ہمیشہ کے لیے محفوظ کر دی گئی۔ درحقیقت یہ قربانی اپنے دامن میں بیش بہا اسرار اور حکمتیں سموئے ہوئے ہے۔ جن میں سے بعض بنیادی باتیں بہر حال ہمارے ذہن نشین رہنی چاہئیں جو ہر مسلمان مرد و عورت جو ان بوڑھے، بچے کے لیے نہایت ہی ناگزیر ہیں۔ ہزار ہا خوشیوں اور مسرتوں کے ساتھ ساتھ قربانی ہمیں بعض ناقابل فراموش درس بھی دیتی ہے:

۱: قربانی ایک عبادت ہے اس لیے یہ اسلام کی سنجیدگی اور تفوق و برتری کی علامت ہے کہ اس کی خوشیاں لہو و لعب اور ہوس پرستی پر مبنی نہیں ہوتیں بلکہ یہ خوشیاں بھی امت مسلمہ کے خدا پرستانہ جذبات و کردار کی عکاس ہوتی ہیں۔

۲: قربانی جس عظیم واقعہ کی یادگار ہے وہ اس پہلو سے خاص قابل ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تقریباً پوری زندگی دعاؤں، آرزوؤں کے باوجود بے اولاد گزر چکی تھی۔ اب زندگی کا ٹھمکتا ہوا چراغ بجھنے کے قریب ہو چلا تھا کہ آرزوؤں کا چراغ روشن ہو گیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی اتنے رقیق القلب اور اواد منیب تھے کہ قوم لوط جیسی سرکشوں کی قوم کی تباہی کے لیے فرشتے آئے تو انھیں بچانے کے لیے مجادلہ شروع کر دیا۔

اس لیے ایسے انسان کو ایسی اولاد سے جیسی گہری اور والہانہ محبت رہی ہوگی اس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ مگر جب اللہ کی طرف سے صرف خواب کے ذریعے اس کے ذبح کا اشارہ پایا تو سے بجالانے

”اللہ رب العزت کے نزدیک ماہ ذی الحجہ کے دس دنوں سے افضل کوئی دن نہیں اور عمل صالح کسی اور دن میں ان دنوں سے بڑھ کر پسندیدہ نہیں۔ لہذا تم لوگ ان دنوں میں کثرت سے لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہو اور اللہ کو یاد کرتے رہو۔ ان دنوں میں سے ایک دن کا روزہ سال بھر کے روزے کے برابر ہے اور ان میں ایک نیکی کا ثواب سات سو گنا تک بڑھا دیا جاتا ہے۔“

عرفہ کے روزے کی فضیلت ان الفاظ میں بیان کی گئی ہے:

عن ابی قتادۃ ان النبی ﷺ قال صیام یوم عرفۃ انی احسب علی اللہ یکفر السنۃ التی بعده والسنۃ التی قبلہ . (ترمذی)

”ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں مجھے اللہ سے توقع ہے کہ وہ ایک سال قبل اور ایک سال بعد کے گناہوں کو ختم کر دے گا۔“

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ عرفہ کے دن ہر اس شخص کو جس کے دل میں ایک ذرہ برابر ایمان ہو بخش دیا جاتا ہے اور فیضان باری کے اس کرشمے کو دیکھ کر شیطان ششدر و حیران اور ذلیل و خوار ہو کر منہ پر خاک اڑاتا ہے۔

اس عشرہ کی ایک نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ عاشقان الہی کا ایک جم غفیر اراض مقدسہ خانہ کعبہ کے پاس اکٹھا ہوتا ہے جس سے اسلام اور مسلمانوں کی عبادت، اخوت، خدا پرستی، انسانیت اور عظیم قوت کا اظہار ہوتا ہے۔ یگانگت و موانست کی باد بہار چلتی ہے اور اللہ کے ساتھ بے لاگ عہد اطاعت کی علامت کے طور پر ہزاروں جانور راہ خدا میں قربان کیے جاتے ہیں۔

قربانی کے مقاصد:

ماہ ذی الحجہ کی دسویں تاریخ اور ایام تشریق (گیارہویں، بارہویں، تیرہویں) قربانی کے دن ہیں۔ حجاج کرام اور دنیا کے گوشے گوشے میں بسنے والے اربوں مسلمان کروڑوں جانوروں کو راہ خدا

التَّقْوَىٰ مِنْكُمْ ﴿[الحج: ۳۷]

”اللہ کو قربانی کے جانوروں کا گوشت و خون نہیں پہنچتا، بلکہ تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔“

اس لیے ہمیں اپنی قربانی اللہ کی رضا اس کے حکم کی فداکارانہ اطاعت اور اس کے کلمے کی بلندی کی خاطر کرنی چاہیے اور اس میں ریا و نمود اور فخر و غرور کا شائبہ بھی نہ ہونا چاہیے۔ اللہ ہمیں خیر کی توفیق دے، آمین۔

تصحیح

گزشتہ شمارہ نمبر ۳۸ میں چودھری غلام حسین تہاڑیا صاحب کی کتاب ”خودنوشت سرگزشت“ پر تبصرہ میں ان کا مقام پیدائش قصبہ تہاڑا درج ہو گیا ہے، جب کہ چودھری صاحب کا مقام پیدائش فیروز پور شہر اور فیروز پور چھاؤنی کے درمیان مال روڈ والی بستی ہے۔ تحصیل زیرہ کے قصبہ تہاڑا میں چودھری صاحب کے آباء و اجداد رہائش پذیر تھے اس لیے یہ تہاڑیا کہلاتے ہیں۔ بعد ازاں یہ خاندان فیروز پور شہر کے دہلی دروازے کے باہر آباد ہو گیا تھا۔ قارئین تصحیح فرمائیں۔
(محمد سلیم چنیوٹی)

کے لیے بے تامل اٹھ پڑے اور جب وہ سب کچھ کر گزرے جس کے بعد آزمائش کا کوئی مرحلہ باقی نہیں رہتا، تب اللہ کی طرف سے فدیہ کی خوش خبری آئی۔ ایک ایسی بے لوث قربانی کی یادگار منانے کا مطلب یہ ہوا کہ ہم بھی اللہ کی راہ میں اپنی جان بلکہ جان سے بھی زیادہ عزیز چیز قربان کرنے کی آمادگی کا عہد اور اظہار کرتے ہیں۔

۳: قربانی میں جو دعا پڑھی جاتی ہے، اس میں یہ عہد و اقرار ہے کہ ہماری عبادت ہماری قربانی ہماری زندگی ہماری موت سب اللہ رب العالمین کے لیے ہے اور ہم اس کے سامنے سرِ اطاعت خم رکھنے کا عہد کرتے ہیں، یعنی اس دعا کے ذریعے بھی یہی عہد کیا جاتا ہے کہ راہِ خدا میں ہم اپنی ہر محبوب و مرغوب چیز فدا اور قربان کر دیں گے۔ اور مصائب و آلام سے ہرگز نہ گھبرائیں گے بلکہ اللہ کا کلمہ بلند کرنے کے لیے ہم اپنے لخت جگر اور اپنے عزیز نفس کو بھی برضا پیش کر دیں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہماری قربانی اسی وقت باکمال اور مفید ہو سکتی ہے جب ہم اپنے سامنے وہ اعلیٰ مقاصد رکھیں جن کے لیے قربانی مشروع ہوئی ہے۔ ورنہ اگر ہم نے اس کو ایک سماجی رسم کی حیثیت سے انجام دے لیا تو اس کا حاصل کچھ نہ رہے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤها وَلَكِنْ يَنَالُهُ

بقیہ: قبولیت قربانی کی شرائط

عید کے دن نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آج کے دن ہم سب سے پہلے نماز عید پڑھیں گے، پھر واپس لوٹ کر قربانی کریں گے جو شخص اسی طرح کرے گا وہ ہماری سنت کو پالے گا اور جو شخص نماز عید سے پہلے قربانی کرے گا تو وہ بس گوشت ہی اپنے گھر والوں کو پیش کرے گا۔ قربانی نہیں کرے گا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۵۳۵)

گویا جس نے نماز عید پڑھنے سے پہلے قربانی کی اس کی قربانی کوئی قربانی نہیں۔ بلکہ آپ ﷺ کا حکم ہے اس کی جگہ اور قربانی کرے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۹۸۵، صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۹۶۰)

ایام تشریق (دس، گیارہ، بارہ، تیرہ ذوالحجہ) قربانی کے دن ہیں۔ نماز عید پڑھ کر دن رات تیرہ کی شام تک جب چاہے قربانی کی جاسکتی ہے۔

تقبل الله منا ومنكم ولسائر المسلمين .

مقصد زندگی

مقبول احمد اعظمی

۲۲

”اے اہل کتاب تم لوگ ایک ایسے کلمے کی جانب آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم صرف اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔“

عبادت ہی انسانی زندگی کی وہ غایت ہے جس کی دعوت حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک تمام پیغمبروں نے دی اور یہی وہ حقیقی غایت ہے جس کی طرف قرآن و سنت اور تمام آسمانی کتابوں نے لوگوں کو بلایا۔

انسان ہرگز اس واسطے نہیں پیدا کیا گیا کہ وہ خدائے واحد کی عبادت و بندگی کے بجائے غیروں کی عبادت کرے اور اس سے اپنی مرادیں مانگے۔ نصاریٰ کے بارے میں ارشاد ہے:

﴿اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَهًا وَاحِدًا﴾ [التوبة: ۳۱]

”انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے ماسوا اپنارب بنالیا اور مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ایک خدا کی عبادت کریں۔“

ان آیات مذکورہ سے واضح ہوتا ہے کہ زندگی کی اصل غایت عبادت ہے اور انسان کی تمام زندگی اسی عبادت پر ہی منحصر ہے۔ دوسری آیتوں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ عبادت اعمال زندگی کی بہت سی صورتوں کو محیط ہے۔ قرآن و سنت نے تقویٰ، احسان، تزکیہ نفس، رضائے الہی اور طلب آخرت جیسے مختلف الفاظ اور اصطلاحیں استعمال کی ہیں۔ تقویٰ کے بارے میں قرآن فرماتا ہے:

انسان کی زندگی کی غایت یا ہے؟ انسان کا وجود کیوں ہوا۔ اللہ نے انسان کو بے کار نہیں پیدا کیا بلکہ اس کا کوئی خاص مقصد ہے اور اسی مقصد کے پیش نظر انسان کو اشرف المخلوقات ٹھہرایا۔ قرآن و سنت سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ انسانی زندگی کا مقصد اور غایت محض خدائے واحد کی عبادت و بندگی ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ۝﴾

[الذاریات: ۵۶]

”میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے واسطے پیدا کیا۔“

سارے انبیاء کی دعوت کی اصل غایت عبادت ہی بتائی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ ۝﴾ [الانبیاء: ۲۵]

”ہم نے آپ سے پہلے جتنے بھی نبی بھیجے سب کی جانب اس بات کی وحی کرتے تھے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں لہذا میری ہی عبادت کرو۔“

جس وقت رسول اللہ ﷺ نے دعوت اسلام کے لیے بادشاہوں کو خطوط لکھے تو انھیں یہی دعوت دی کہ خدائے واحد کی عبادت و بندگی کریں۔ چنانچہ آپ نے روم کے بادشاہ ہرقل کی جانب جو خط بھیجا اس میں یہ آیت تحریر تھی:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ إِلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا﴾

[آل عمران: ۶۴]

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾

[النحل: ۱۲۸]

”اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اپناتے اور احسان کی روش اختیار کرتے ہیں۔“

قرآن نے تقویٰ کو عبادت، اخلاق اور اجتماعی تعلقات کا حاصل قرار دیا ہے اور سارے اعمال صالحہ کی حقیقی روح قرار دیا ہے۔ سورہ شعراء میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے:

﴿إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ لَّئِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا أَمْرِي ۝﴾

[الشعراء: ۱۰۶-۱۰۸]

”جب ان سے ان کے بھائی نوح نے کہا کیا تم ڈرتے نہیں؟ بے شک میں تمہارے لیے ایک امانت دار رسول ہوں۔ پس اللہ سے ڈرو اور میرا کہا مانو۔“

زندگی کے سارے افعال روزمرہ کے معاملات، لین دین، سیاسی تنظیم، ملکی مسائل، رہن سہن، اجتماعی تعلقات، عبادت و اخلاق، جذبات و کیفیات، علم و فکر تمام چیزوں میں تقویٰ کو مقصد زندگی میں ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے۔

قرآن احسان کے بارے میں فرماتا ہے:

﴿إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَالَّذِينَ هُمْ مُحْسِنُونَ﴾

[النحل: ۱۲۸]

”بے شک اللہ تعالیٰ متقین اور محسنین کے ساتھ ہے۔“

قرآن میں احسان کا لفظ دینی ترقی کی آخری غایت کی تعبیر کے لیے بارہا آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محسنین اور محسنات کو سب سے بہتر قرار دیا ہے۔ حدیث میں دینی زندگی کی تین منزلوں کی نشان دہی کی گئی ہے اور احسان کو آخری منزل قرار دیا گیا ہے۔

تزکیہ نفس کے بارے میں خدا کا فرمان ہے:

﴿وَأَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهِ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ ۝﴾ [النازعات: ۴۰، ۴۱]

”جو شخص اپنے رب کے پاس کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہشات سے باز رکھا تو جنت ہی اس کا ٹھکانا ہے۔“

تزکیہ نفس کو قرآن و سنت نے بڑی اہمیت دی ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ کے بعثت کی غایت ہی یہ بتلائی ہے کہ آپ انسانی زندگی کو برائیوں سے پاک کرنے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دینے کے لیے بھیجے گئے تھے۔ تزکیہ نفس تمام شعبہ ہائے عمل کو محیط ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے مختلف اعمال کا مقصد تزکیہ نفس قرار دیا ہے۔ ارشاد ہے:

﴿خُذْ مِنْ أَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ﴾ [التوبة: ۱۰۳]

”ان کے مالوں سے صدقہ لیجیے اور انہیں پاک و صاف کیجیے اور ان کے لیے دعا کیجیے۔“

تزکیہ نفس کی صورت یہ ہے کہ آدمی جو عمل کرے اس سے اپنی غرض پوری کرنے کے بجائے اللہ کی رضا اور خوشنودی کو مطلوب و مقصود بنائے۔ قرآن فرماتا ہے:

﴿قُلْ إِنِّي أُمِرْتُ أَنْ أَعْبُدَ اللَّهَ مُخْلِصًا لَهُ الدِّينَ ۝﴾

[الزمر: ۱۱]

”اے نبی آپ کہہ دیجیے کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ دین کو اللہ کے لیے خالص کرتے ہوئے اس کی عبادت کروں۔“

تمام عبادات بدنہ و مالیہ کی قبولیت کا دار و مدار صرف رضائے الہی پر ہے کوئی بھی عمل اس وقت تک اللہ کے نزدیک قابل قبول نہ ہوگا جب تک کہ وہ خالص رضائے الہی کے لیے نہ ہو۔ رضائے الہی کو قرآن و سنت میں ہر ذہنی، قلبی اور جسمانی عمل کا مقصود بتلایا گیا ہے۔ رضائے الہی کی حیثیت اصل مقصد کی غایت الغایات کی ہے یعنی یہ تمام دوسرے اعمال کے مقاصد کی آخری غایت ہے۔

طلب آخرت کے متعلق قرآن کریم میں صاف اور واضح الفاظ میں کہا گیا ہے کہ آخرت کی فلاح ہر کام میں پیش نظر ہونی چاہیے۔

﴿وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ﴾ [الاعلیٰ: ۱۷]

”اور آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی ہے۔“

کنوینر تحریک دعوت توحید پاکستان کے پروگرام

تاریخ	دن	وقت	مقام
26 اگست	اتوار	مغرب	گوہڑ نزد پتوکی
29	بدھ	عشاء	مسجد الحمدیٹ کھوکھر کی گوجرانوالہ
30	جمعرات	عصر	نزد چوینیاں
10 ستمبر	منگل	عشاء	مسجد توحید محلہ دارالسلام بہاولپور شہر
11	بدھ	عصر	اوج شہر ہٹول
13	جمعہ		مرکزی مسجد منڈی بزمان بہاولپور
14	ہفتہ	مغرب	مسجد مزل کوٹ لکھپت لاہور
21	ہفتہ	مغرب	فیصل آباد شہر
22	اتوار	مغرب	مسجد رحمانیہ ٹاؤن شپ لاہور
27	جمعہ	عشاء	مسجد اہل حدیث گرجا کھ گوجرانوالہ

دورہ سندھ

تاریخ	دن	وقت	مقام
15 اکتوبر	ہفتہ	ظہر	دنیا پور شہر مرکزی مسجد + مغرب: بہاولپور شہر
6	اتوار	ظہر	مدرسہ محمدیہ میر پور مٹھیلو + مغرب: مرکزی مسجد پٹوں عاقل + عشاء: مرکزی مسجد مارچ بازار سکھر شہر
7	سوموار	ظہر	گوٹھ آرائیاں نزد لاڑکانہ + عصر: مرکزی مسجد کھٹانہ روڈ لاڑکانہ شہر + عشاء: آستانہ محمد شہر
8	منگل	ظہر	مہر شہر جامع محمدیہ + عصر: بہون، مغرب: حیدر آباد شہر
9	بدھ	صبح	صبح 10 بجے بدین شہر + ظہر: جامعہ بدیع العلوم مٹھی شہر (تھرپاکر) + مغرب: بودلہ فرم + عشاء: گوٹھ حاجی سلطان
10	جمعرات	ظہر	چک 333 + مغرب: جمیس آباد + عشاء: مرکزی مسجد لال باغ میر پور خاص
11	جمعہ	عشاء	مور و مسجد الحمدیٹ مسجد مولانا عبدالغفار صاحب
12	ہفتہ	مغرب	بڈ عید بن شہر + عشاء: مرکزی مسجد بھریاروڈ

11 اکتوبر: خطبات جمعہ

جامع مسجد سید بدیع الدین (مرحوم) نیو سعید آباد (میاں محمد جمیل صاحب)
مرکزی مسجد اہل حدیث ہالہ (مولانا نور صالح صاحب)
مرکزی مسجد نواب شاہ شہر (قاری عزیز الرحمان توحید صاحب)

حافظ افتخار احمد زہری شیخ الحدیث جامعہ بحر العلوم میر پور خاص

تمام عبادات کا حکم اللہ تعالیٰ نے اسی واسطے دیا ہے کہ اس عبادت کو صدق دل سے ادا کر کے لوگ آخرت کی کامیابی کو پالیں۔ انسانی زندگی کے جتنے مقاصد ہیں ان تمام مقاصد کو محض ایک مقصد یعنی طلب آخرت کی مختلف شکلیں کہا جاسکتا ہے۔

مذکورہ بالا سطور میں جو کچھ عرض کیا گیا یہی وہ مقاصد ہیں جن کی خاطر اللہ نے انسان کو پیدا کیا اس لیے انسان کو خصوصاً مسلمان کو اپنی زندگی انہیں مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے گزارنی چاہیے کیونکہ اس کا وجود اور اس کی تخلیق اسی واسطے ہوئی ہے اور اسی پر اس کی فلاح کا دار و مدار ہے۔

ضرورت رشتہ

۱: جٹ پنجابی گورنمنٹ کنٹریکٹر کی 25 سالہ M.A ایجوکیشن بیٹی کے لیے گورنمنٹ ملازم تعلیم یافتہ کاروباری رشتہ چاہیے۔
۲: آٹو سپر پائرس برنس پنجابی انصاری فیملی کے 27 سالہ ٹیکسٹائل انجینئر بیٹی کے لیے خوب صورت تعلیم یافتہ رشتہ چاہیے۔
۳: اعلیٰ گورنمنٹ عہدوں پر فائز ملکیٹیکل برنس ”ملتان شہر کے پنجابی سندھو“ گھرانہ کی 26 سالہ ایم۔ اے، بی۔ ایڈ بیٹی کے لیے گورنمنٹ ملازم کا رشتہ چاہیے۔
میاں عبدالحق مقصود

ناظم ادارہ توحید و سنت، نیو ملتان۔ فون: 0300-7322344

اصلاح معاشرہ کانفرنس

مرکزی جامع مسجد اہل حدیث ارائیاں والا تحصیل چوینیاں ضلع قصور میں مورخہ ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ چھٹی سالانہ اصلاح معاشرہ کانفرنس منعقد ہوگی۔ حافظ عبدالغفار المدنی، میاں محمد جمیل، حافظ ابتسام الہی ظہیر، مفتی عبدالرحمن عابد، ابوزبیر محمد حسین بلتستانی و دیگر علمائے کرام خطاب فرمائیں گے۔ حافظ محمود احمد کنگن پوری کانفرنس کے کنوینر ہوں گے۔

(ابوجزہ مقصود احمد، متعلم جامعہ ابی بکر الاسلامیہ، کراچی)

داخلی استحکام کے تقاضے

عطاء محمد جنجوعہ

ہے۔ مکہ معظمہ فتح ہوا تو حضرت محمد ﷺ نے غیر اللہ کی پرستش پر کاری ضرب لگائی خانہ کعبہ کو بتوں اور تصویروں کی آلودگی سے پاک کیا۔ عرب کی دھرتی امن کا گہوارہ بن گئی۔

پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ کے عملی تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے غور و فکر کے بعد منفقہ لائحہ عمل اختیار کیا جائے۔ یقیناً رب کی نصرت سے ملک میں داخلی استحکام نصیب حاصل ہوگا۔

⊙ بے روزگاری کے خاتمے کے لیے صنعتی جال پھیلایا جائے۔ حصول معاش کے لیے یکساں اور وافر مواقع میسر ہوں۔

⊙ سیاسی و مذہبی تفرقہ بازی کے خاتمے کے لیے ہر قسم کے جلسوں اور جلوسوں کو عبادت گاہوں اور بند ہال تک محدود کر دیا جائے۔

⊙ لسانی اور نسلی تعصب کو اشتعال دینے والی تنظیموں اور تحریکوں کو عدالتی ثبوت کے بعد کالعدم قرار دیا جائے۔ دہشت گرد کارروائیوں میں ملوث افراد کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

⊙ فنی و اعلیٰ تعلیمی اداروں میں داخلہ اور سرکاری ملازمتوں کا حصول اہلیت اور تعلیمی میرٹ کی بنیاد پر ہو۔ کوئٹہ سسٹم کی بنیاد پر تقرری کا سلسلہ ختم کیا جائے۔

⊙ ابتدائی طبی صحت کے مراکز جگہ جگہ قائم کیے جائیں جہاں ڈاکٹروں کی رہائش کو یقینی بنایا جائے۔ مفت نہ سہی تو ازراں نرخیوں پر ادویات مہیا کی جائیں۔

⊙ دیہی آبادی میں مدت سے رہائش پذیر شہریوں کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ جن شہریوں کے پاس مکان نہیں آسان شرائط پر اُن کو مکان مہیا کیے جائیں۔

(باقی صفحہ نمبر ۳۰ پر ملاحظہ کیجیے)

اسلامی حکومت کا اولین مقصد ملک میں داخلی استحکام کا قیام ہے تاکہ وہ عالمی مسائل سے احسن طریق سے نمٹ سکے۔ اسلام کی پہلی ریاست کا آغاز ہوا تو سید الکونین ﷺ نے مدینے میں امن و امان کی بحالی کو اولین ترجیح دی۔ عرب قبائل اوس و خزرج کو شیر و شکر کیا۔ مہاجرین و انصار میں بھائی چارہ کی فضا قائم کی۔ مرکز اسلام پر بیرونی خطرات کے پیش نظر آپ ﷺ نے یہودیوں سے امن معاہدہ کیا۔ خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت کی ذمہ داری سنبھالنے کے بعد سب سے پہلے داخلی فتنوں کا خاتمہ کیا۔ پھر خارجی حملہ آوروں سے نبرد آزما ہوئے اور دشمن کو ہر محاذ پر شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ امت اسلامیہ میں داخلی استحکام کے قیام کے لیے ضرورت اس امر کی ہے:

⊙ محلہ سے لے کر مرکزی سطح تک اسلام کا شورائی نظام اپنایا جائے جو اسلامی معاشرے کی تشکیل اور ابتدائی نوعیت کے باہمی تنازعات حل کرنے کے لیے بااختیار ہو۔

⊙ شہریوں کی عزت، جان اور مال کے تحفظ کے لیے اسلامی حدود و تعزیرات پر عمل درآمد کیا جائے۔ مفت انصاف کے حصول میں تاخیر نہ کی جائے۔

⊙ اسلام کا اقتصادی نظام رائج کیا جائے۔ زکوٰۃ تقسیم کرنے سے معاشرہ خوش حال ہوگا بلکہ غیر شرعی ٹیکسوں کی حوصلہ شکنی کی جائے۔

⊙ مسجد قرب الہی کا روحانی مرکز ہے۔ قبرستان سجدہ گاہ نہیں، جائے عبرت ہے۔ باعث حیرت ہے، چند قدم چل کر رب کو راضی کرنے کے لیے مسجد جانے کی فکر نہیں لیکن غیر اللہ کے آستانوں پر حاجت روائی کے لیے مشقت طلب سفر کو سعادت سمجھا جاتا

مروجہ اسلامی بینک کاری؟

اور یا مقبول جان

بینکنگ کے نظام پر مدت سے اسلام کا غلاف چڑھانے کی انتھک کوشش کرتے رہے ہیں، لیکن پاکستان میں اس کی ترقی اور پھیلاؤ سپریم کورٹ کے اس تاریخی فیصلے کے بعد ہوا جو ۱۴ رمضان ۱۴۲۰ ہجری کے دن اس نے سنایا۔ عدالت عظمیٰ نے تمام بینکوں کے مروجہ طریق کار کو حرام قرار دیتے ہوئے ۳۰ جون ۲۰۰۱ء تک سودی بینک کاری ختم کرنے کے لیے کہا۔ سپریم کورٹ نے یہ فیصلہ نواز شریف حکومت کی اس اپیل پر کیا جو انھوں نے اپنے پہلے دور اقتدار میں شریعت کورٹ کے فیصلے کے خلاف کی تھی اور جس میں سودی نظام کو جاری رکھنے کی درخواست کی تھی۔ پاکستان کو اللہ کی عدالت میں سرخرو کرنے والے ان ججوں میں جسٹس وجیہ الدین بھی شامل تھے جنہیں اسی پارٹی کے ارکان پارلیمنٹ نے صدارت کے قابل نہ سمجھا۔ اللہ جب دلوں پر مہر لگا دے تو پھر پارٹی مفاد سے آگے کچھ نظر نہیں آیا کرتا۔

اس فیصلے کے بعد بینکوں کے اس کریہہ کاروبار کو اسلامی اصولوں کے مطابق ڈھالنے کا کام تیزی سے شروع ہوا۔ مفتیان کرام، اسلامی معیشت دان اور بینک کاری کے جفاوری سر جوڑ کر بیٹھے کہ کس طرح دو سو سال پرانے اس سرمائے اور سود پر پلنے والے نظام کو مشرف بہ اسلام کیا جائے۔ سارا حسن ترتیب جوں کا توں رہا، چیک بک بدلی نہ کھاتے، اے ٹی ایم کا طریقہ بدلا نہ قرضہ لینے اور دینے کا معاملہ۔ ہاں البتہ یہ بتایا گیا کہ ہم آپ کی آمدن کو کسی ایسے کاروبار میں نہیں لگائیں گے جس میں سود کا عمل دخل ہو۔ فقہ کی تدوین اور اجتہاد سے مضاربہ، مرابحہ، مسومہ، بیع سلم اور اجارہ جیسے تصورات بینکنگ کی روز مرہ زندگی میں متعارف ہوئے۔ لوگوں کو ایک گونا گونا طمینان ہونے لگا

گزشتہ دو صدیوں سے سود کی معیشت پر پلنے والے ترقی یافتہ ممالک پر جب ۲۰۰۸ء میں معاشی بحران آیا تو ان بلند و بالا معیشتوں کی کھوکھلی عمارتیں زمین بوس ہونے لگیں۔ ابھی صرف پراپرٹی کے شعبے میں لوگوں کی زندگی بھر کی جمع پونجیاں غارت ہوئی تھیں کہ اس کا خوف امریکا اور یورپ کی معیشتوں پر چھا گیا۔ لوگوں کا اعتماد پہلے بینکوں سے اٹھا، پھر شاک ایکسچینج کے حصص بے قیمت ہونے لگے اور آخر میں لوگوں نے کرنسی نوٹوں کو رڈی کے ٹکڑے سمجھتے ہوئے اپنی بچت سونے اور چاندی کی صورت میں محفوظ کرنا شروع کر دی۔ بینکوں کو اپنی دکانوں کے مستقل بند ہونے اور حکومتوں کو معاشی طور پر تباہ ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو انھوں نے سب سے پہلے سود کو معطل کر دیا اور ابھی تک دنیا کے اکثر ترقی یافتہ ممالک میں سود کی شرح ایک فیصد کے لگ بھگ ہے، جسے انتظامی اخراجات کے طور پر وصول کیا جاتا ہے۔

لیکن دوسرا قدم زیادہ چال بازی والا تھا۔ فوراً تمام بینکوں نے اسلامی بینکنگ کے نام پر کھڑکیاں کھول دیں۔ بڑے بڑے معاشی پنڈت اس کی افادیت کا درس دینے لگے۔ اس کے نفع و نقصان میں شراکت کو عیاں کرنے لگے۔ یوں بینکوں کے سودی کھاتوں سے خوف زدہ لوگوں نے اپنی رقوم ایسے کھاتوں میں منتقل کرنا شروع کر دیں جنہیں یہ لوگ اسلامی کہتے تھے، یہاں تک کہ دنیا بھر میں تیس فیصد سے زیادہ رقوم ان کھاتوں میں جمع ہو گئیں جن میں سے بیشتر مسلمانوں کی تھیں۔

اسلامی بینکنگ اور اس کا تصور تو تین چار دہائیاں پرانا ہے اور معاشی ماہرین یہودیوں کے ایجاد کردہ اور سود خوروں کے وضع کردہ

کہ چلو اب ہم حرام نہیں کھائیں گے، نہ ہماری رقوم حرام جگہ خرچ ہوں گی۔ اس وقت ملک میں پانچ خالص اسلامی بینک کام کر رہے ہیں اور ۱۴ کمرشل بینکوں نے اسلامی بینک کاری کی کھڑکیاں کھول رکھی ہیں۔ اسلامی بینک کاری اور نفع و نقصان کی شراکت پر کھاتے داری کو دیکھنے کی ذمہ داری سٹیٹ بینک آف پاکستان کی ہے۔ بینکوں کے جمع کرائے گئے اعداد و شمار دیکھیں تو آپ کے پاؤں تلے زمین نکل جائے، حالانکہ لوگ ان اسلامی بینکوں پر اس وجہ سے بھروسہ کرتے ہیں کہ انھوں نے ایک مفتی کو شرعی ایڈوائزر رکھا ہوا ہے۔

سٹیٹ بینک کے ریکارڈ کے مطابق مارچ ۲۰۱۳ء تک اسلامی بینک کاری والے کمرشل بینکوں نے جو ریکارڈ مرکزی بینک میں جمع کرایا، اس میں اسلامی بینک کاری اور سودی بینک کاری کی کوئی علیحدہ تقسیم موجود نہیں، یعنی بکری اور خنزیر کا گوشت ایک جگہ جمع ہے۔ ہم حسن ظن رکھتے ہیں کہ انھوں نے اندرونی طور پر یہ حساب کتاب علیحدہ رکھا ہوگا، لیکن وہ اعداد و شمار جنھوں نے مجھے خوف میں مبتلا کیا وہ ہر اُس شخص کے لیے پریشان کن ہیں جو اپنے سرمائے کو سود سے پاک رکھنا چاہتا ہے۔

مارچ ۲۰۱۳ء تک پوری اسلامی بینکنگ انڈسٹری کے اثاثہ جات ۸۴۷ ارب تھے جن میں کھاتوں کی رقم ۷۰۴ ارب تھی۔ اس رقم میں سے انھوں نے ۶۶۶ ارب روپے اپنی مختلف سیکیموں میں لگائے یعنی Invest کیے۔ میں باقی سیکیموں کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتا کہ یہ ایک لمبی بحث ہے، لیکن ان تمام بینکوں نے تقریباً ۳۰۸ ارب روپے یعنی اپنی کل کھاتے داری کا ۴۴ فیصد فیڈرل گورنمنٹ سیکورٹیز میں لگایا، یعنی حکومت پاکستان کو قرض دیا۔ وہ حکومت جو گزشتہ ۵۰ برسوں سے خسارے کا بجٹ پیش کر رہی ہے، اُسے دی گئی رقم پر منافع کمایا، لیکن اسے عام بینکوں کے سودی منافع سے مختلف دکھانے کے لیے ”اجارہ سلوک“ کے نام سے بھول بھلیوں والا ایک طریق کار وضع کیا گیا۔ ”سوک“ ایسے سرٹیفکیٹ کو کہتے ہیں جو کسی قابل Tangible اثاثے کی مالیت کے برابر ہوتے ہیں۔ دیکھیے حکومت کو اپنے کسی ڈیم

موٹروے یا کسی اور پراجیکٹ کے لیے قرض لینا ہو تو وہ اس قرض کا معاہدہ اسلامی بینک کے ساتھ کرتی ہے جسے ”اجارہ“ کہا جاتا ہے، اس قرض کو اسلامی طریق تجارت میں ڈھالنے کے لیے ایک Spv (Special purpose vehicle) بنائی جاتی ہے جو اسی حکومتی ادارے کی ایک کاغذی کمپنی ہوتی ہے۔ وہ اس پراجیکٹ کی کنسلٹنٹ سے ویلویوشن وغیرہ کرواتی ہے، پھر وہ اس پراجیکٹ کی قیمت کے برابر سلوک شیئرز بانڈ جاری کرتی ہے جنھیں یہ تمام اسلامی بینک خریدتے ہیں اور منافع کماتے ہیں۔ اس کی مثال جنوری ۲۰۰۶ء میں جاری ہونے والے ۸ ارب کے واپڈ اسلوک بانڈ ہیں جنھیں ایک کاغذی کمپنی ”واپڈ افرسٹ سلوک کمپنی“ نے جاری کیا جو منگلا ڈیم کی توسیع کے لیے جاری کیے گئے۔ ان بانڈوں پر سود کا ایک شاندار ترقی کا اس طرح لگایا گیا کہ ان کی ادائی چھ ماہ کے Kibor ریٹ جمع Basis 35 پوائنٹ کے ساتھ کی گئی۔ اپنے سادہ لوح عوام کے لیے بتاتا چلوں کہ Kibor کا مطلب ہے: Karachi inter bank open market rate یہ عالمی سطح پر لندن انٹر بینک اوپن مارکیٹ ریٹ کی طرح نظام ہے۔ اسے جو بھی نام دیں، کرنسی ریٹ کہیں یا کچھ اور لیکن تمام معیشت دان جانتے ہیں کہ یہ دنیا میں سود کو مانپنے کا پیمانہ ہے کہ کس شرح سود پر بینک دوسرے بینکوں سے لین دین کر سکتے ہیں۔ یہ روزانہ کے حساب سے گھٹتا بڑھتا ہے۔ ان تمام سلوک بانڈز یا شیئرز جن پر حکومت ان کو منافع دے رہی ہے وہ Kibor اور Libor کے شرح پر ہے۔ کون سا کاروبار اور کون سی تجارت اور کون سا نفع و نقصان، سود کو حلال کرنے کا ایک راستہ ہے۔ اس تمام سرمائے کو حکومت پاکستان کی ضمانت حاصل ہے۔ کوئی بتا سکتا ہے موٹروے، منگلا ڈیم یا کسی اور منصوبے میں کتنا نفع اور کتنا نقصان ہوا۔ ساری حکومت نقصان میں ہے۔ لیکن سلوک بانڈ پر Kibor اور Libor کی شرح پر منافع کی ادائی ہو رہی ہے۔ اس منافع کو وہ شراکت کا کھاتہ بتا کر سادہ لوح لوگوں کو اسلامی منافع دیتے جا رہے ہیں۔ کیا حکومت کو (باقی صفحہ نمبر ۳۰ پر ملاحظہ کیجیے)

تبصرہ کتب

تبصرے کے لیے کتاب کے دوسخوں کا آنا ضروری ہے

۲۸

اسلامی عقائد و ارکان کے بارے میں ہے۔ جس میں توحید، رسالت، رسول اللہ ﷺ کی اتباع، محبت رسول، تقدیر، آخرت وغیرہ موضوعات پر احادیث کی روشنی میں لکھا گیا ہے۔

باب دوم تعلیم دین پر ہے۔ اس باب میں تبلیغ و اصلاح، علم و حکمت، دینی تربیت پر خامہ فرسائی کی گئی ہے۔

باب سوم اقامت دین پر ہے۔ اسی طرح اخلاقیات، پاکیزہ زندگی، صالح معاشرہ، اجتماعی محاسن، اجتماعی مفاسد، صالح اجتماعی نظام پر ابواب بندی کے تحت اخلاقیات کے عمدہ دروس جمع کتاب کیے گئے ہیں۔

پیش نظر کتاب کا مطالعہ ہر طالب علم اور مطالعے کے شائق کے لیے فرحت بخش ہوگا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ یہ کتاب ہر گھر کی ضرورت ہے۔

کتاب ”انتخاب حدیث“ مولانا رحمہ اللہ کی ایک عمدہ تالیف ہے۔ اس میں احادیث کا ایسا مجموعہ ہے جن میں اخلاقی ہدایات اور فقہی تصریحات کو خواندگان گرامی کے لیے جمع کیا گیا ہے۔ احادیث کا یہ مجموعہ سب سے پہلے ۱۹۵۶ء میں طبع ہوا۔ بعد ازاں اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

زیر تبصرہ مجموعہ احادیث مولانا عبدالغفار صاحب رحمہ اللہ کے ہونہار فرزند گرامی محترم ڈاکٹر سہیل حسن رحمہ اللہ نے جدید اضافوں سے مزین اور تخریج احادیث کے ساتھ ساتھ موضوع و کمزور راویوں کی احادیث کو حذف کر کے اصل کتب حدیث سے خوشہ چینی کر کے نئے ایڈیشن کو ترتیب دیا جو الحمد للہ مکتبہ اسلامیہ کے مدیر جناب محمد سرور عاصم صاحب نے بہترین کاغذ، کمپیوٹر کمپوزنگ اور خوب صورت طباعت کے ساتھ

انتخاب حدیث

تالیف: مولانا عبدالغفار حسن عمر پوری رحمہ اللہ

اضافہ و نظر ثانی: ڈاکٹر سہیل حسن رحمہ اللہ

ضخامت: ۳۱۱ صفحات۔ مجلد، خوب صورت ٹائٹل

ناشر: مکتبہ اسلامیہ، رحمان مارکیٹ، غزنی سٹریٹ اُردو

بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

حضرت مولانا عبدالغفار رحمانی عمر پوری رحمہ اللہ کی ساری زندگی تعلیم و تعلم، درس و تدریس اور تحریر و تصنیف میں گزری۔ آپ ایک ممتاز عالم دین، کہنہ مشق استاذ حدیث اور ہندوستان کے سربر آوردہ علمی خاندان ”عمر پوری خاندان“ کے چشم و چراغ تھے۔ آپ اُن خوش قسمت علمائے حدیث میں شمار ہوتے ہیں جن کی ۲۴ واسطوں سے سند حدیث شارع علیہ السلام تک پہنچتی ہے۔ آپ نے حضرت سیدنا زبیر حسین محدث دہلوی رحمہ اللہ کے تلمیذ رشید حضرت مولانا احمد اللہ صاحب رحمہ اللہ شیخ الحدیث مدرسہ رحمانیہ دہلی (المتوفی ۱۳۶۲ھ) سے درس حدیث لیا اور ۲۰ شعبان ۱۳۵۲ھ کو انھی سے سند حدیث لی۔ پورا سلسلہ سند صفحہ ۴۰ پر درج ہے۔

کتاب کے صفحہ نمبر ۲۰ پر مولانا عبدالغفار حسن کے قلم سے علمی و تدریسی خصوصیات کا مقدمہ ہے جو علم حدیث کی معرفت، خدمات حدیث، خدام حدیث، محدثین کرام و صحابہ اور تابعین عظام کے اسلاک حدیث کے متعلق بڑی جاں فزا معلومات سمیٹے ہوئے ہے جو تقریباً ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے۔

حدیث شریف کے اس مجموعے میں دس ابواب ہیں۔ باب اول

شائع کر دیا ہے۔

اللہ کریم ناشر، مؤلف اور اس کتاب پر محنت کرنے والوں کو اجر عظیم سے نوازے، آمین۔

طب نبوی ﷺ

تالیف: ابو عبد اللہ شمس الدین ابن قیم الجوزیہ رحمہ اللہ

ترجمہ: حکیم عزیز الرحمن اعظمی

تحقیق: علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ

ضخامت: ۹۱۶ صفحات

ناشر: مکتبہ اسلامیہ غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور

تبصرہ نگار: محمد سلیم چنیوٹی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو صحت و تندرستی کی نعمت سے سرفراز فرمایا۔ بشر ہونے کے ناتے انسان اپنی کمی و کوتاہی کے باعث بیمار بھی ہوتا ہے۔ اور اللہ کریم نے انسانوں پر رحمت فرمائی اور ہر بیماری کی دوا اور شفا بھی نازل فرمائی۔ بخاری شریف کی حدیث کے مطابق ”اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی شفا (علاج و دوا) نازل فرمائی ہے۔“

(صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۵۶۷۸)

طب اسلامی مسلمانوں میں زیادہ رائج رہی۔ حکمائے وقت اور ائمہ طب نے جتنے بھی طبی تجربات و مشاہدات فرمائے اسے انھوں نے ترتیب بھی دیا۔

اہل اسلام میں امام رازی، ابو نعیم احمد بن عبد اللہ الاصبہانی اور ابن ایوب دمشقی جیسے عظیم حکماء گزرے ہیں جنھوں نے ضخیم و جلیل القدر تصانیف یادگار چھوڑی ہیں۔ طب اسلامی کے حوالے سے امام ابن قیم رحمہ اللہ کی کتاب ”طب نبوی ﷺ“ اہم کتاب ہے۔ اس کتاب کی ۱۲۴ فصلیں قائم کر کے موضوعاتی تقسیم درجہ بہ درجہ اس طرح کی گئی ہے کہ ہر مرض، اس کا آغاز اور مرض کے شروع ہونے کی علامات اور اس کے علاج نبوی، حکمت نبوی اور غذا و پرہیز کے متعلق نبی کریم رحمۃ اللعالمین ﷺ کی تجویز فرمودہ باتیں درج کتاب کی گئی ہیں۔

کتاب کی فصل نمبر ۱۲۴ پر ایک سیر حاصل مقالہ نمائون درج کیا

گیا ہے۔ اس میں طب نبوی ﷺ کی اہمیت و افادیت پر عمدہ باتیں درج ہیں۔ امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ہم نے اس کتاب میں فن طب کے علمی و عملی اجزاء پر سیر حاصل بحث کی ہے، غالباً قارئین کی علمی تشنگی اس کتاب کے مطالعے سے ہی دور ہو جائے گی اور ہم نے طب نبوی ﷺ اور شریعت اسلامی کے قریبی تعلق کو بھی وضاحت کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کر دیا ہے اور یہ بات محقق ہو کر سامنے آگئی ہے کہ طب نبوی ﷺ موجودہ طب کے مقابلے میں اسی حیثیت کی حامل ہے جو حیثیت موجودہ و مدوّن فن طب کو فسوں کاروں اور کاہن گروں کے علم طب کے مقابلے میں حاصل ہے۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ طب نبوی ﷺ کا مقام اس سے کہیں بلند و بالا اور بڑھ چڑھ کر ہے جس کو ہم نے اس کتاب میں بیان کیا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔“

امام صاحب مزید فرماتے ہیں:

”ممکن ہے کوئی یہ کہنے کی جسارت کرے کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ہدایات کی کیا حیثیت ہے اور اس باب میں ان کا کیا تعلق؟ دواؤں کی قوت و تاخیرات، قوانین علاج اور حفظان صحت کی تدبیروں میں رسول اللہ ﷺ کے فرمودات کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ مگر یہ ساری باتیں کم عقلی کی بنیاد پر ہیں کہ قائل، نبی ﷺ کے پیش کردہ طریقے، آپ ﷺ کی رشد و ہدایت اور بتائی ہوئی چیزوں کے سمجھنے سے قاصر رہا، اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمودات اور ہدایات کو سمجھنا، دوسرے ہزاروں لوگوں کی سمجھ، عقل و خرد سے کہیں بالا تر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے جسے چاہے عطا کرے۔“ (ص: ۶۱۴)

زیر تبصرہ کتاب اپنی افادیت اور موضوع کی اہمیت کے اعتبار سے بہت زیادہ پڑھی جانے والی کتب میں شمار کی جاتی ہے۔ پوری دنیا میں شائع ہونے کا اعزاز اسے حاصل ہے۔ کئی لوگوں نے اس کا ترجمہ مختلف زبانوں میں کیا۔

اب مکتبہ اسلامیہ نے ”طب نبوی ﷺ“ کی اشاعت کا اعزاز

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد کے سر کا انتقال

پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد راہنما مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان، کے سر محترم حافظ محمد داود صاحب گزشتہ دنوں حویلی نظام پورہ رائے ونڈ لاہور میں انتقال کر گئے۔
انا للہ وانا الیہ راجعون۔
قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ (ادارہ)

حاصل کیا ہے۔ حکیم عزیز الرحمن اعظمی صاحب نے اسے اردو قالب میں ڈھالا ہے۔

تخریج حافظ فرحان الہی اور اس پر تحقیق علامہ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ کی ہے۔ نظر ثانی کا فریضہ شیخ الحدیث حافظ عبدالستار الحمد رحمہ اللہ نے انجام دیا ہے جو ترجمے کی افادیت میں مزید اضافے کا باعث ہے۔
اس کتاب کے دو ایڈیشن عام اور اعلیٰ شائع کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول عام سے نوازے، آمین۔

بقیہ: مروجہ اسلامی بینک کاری؟

پیسے دے کر ایک شرح پر منافع لینا نفع نقصان کا کاروبار ہے یا سود۔ کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام؟
حضرت داود علیہ السلام کے زمانے میں بنی اسرائیل کے افراد نے اللہ کے ایک حکم کی ایک خاص مکر کے ساتھ خلاف ورزی شروع کی۔ اللہ نے حکم دیا تھا کہ ہفتے کے دن کاروبار یا شکار وغیرہ نہ کرو۔ انھوں نے دریا کے اندر نہریں بنادیں اور ان نہروں میں جال لگا دیے۔ مچھلیاں ہفتے کے دن آتیں اور جالوں میں پھنس جاتیں، وہ انھیں پڑا رہنے دیتے اور اتوار کے دن نکال لیتے اور ساتھ تازہ شکار بھی کرتے۔ اللہ کے ساتھ مکر و فریب کا یہ طریقہ ایسا تھا جس نے اللہ کے غضب کو دعوت دی اور حکم ہوا کہ جاؤ ہو جاؤ تم بندر، اور وہ بندر بن گئے۔
سوال پوچھا جاتا ہے کہ حل کیا ہے۔ مجھے حیرت ان مفتیان کرام پر ہے جو سطحی معاملات پر غیظ و غضب کا اظہار کرتے ہیں، لیکن اُس جرم عظیم پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہیں جس کا ارتکاب اللہ اور رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ وہ یہ دلیل دیتے ہیں کہ ہم ایک راستہ نکال رہے ہیں۔ اللہ کے ہاں حق اور باطل میں کوئی درمیان کا راستہ نہیں۔ کسی گناہ پر آدمی خود کو، خاندان کو، دوستوں کو، قبیلے کو بلکہ پوری قوم کو مطمئن کر سکتا ہوگا لیکن کیا یہ جواز روزِ حشر اللہ کے سامنے دیا جاسکے گا؟ (بہ شکر یہ روزنامہ ”دنیا“ لاہور)

بقیہ: داخلی استحکام کے تقاضے

◎ عام حالات میں پولیس اور فوج کے علاوہ کسی شہری کو اسلحہ لائسنس جاری نہ کیا جائے تاکہ ظالم، لٹیرے اور بھتہ خور اسلحہ کے زور پر ممانی کارروائی نہ کر سکیں۔ کراچی پاکستان کی صنعتی شہرہ رگ ہے۔ طاغوتی قوتیں کراچی کو پاکستان سے جدا کرنا چاہتی ہیں۔ میر جعفر کے جانشین اُن کے آلہ کار بن کر دہشت گرد کارروائیوں میں مصروف ہیں۔ طاغوتی جاسوس صحافیوں کے روپ میں گھس آئے ہیں۔ وہ مجرموں کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ چنانچہ مناسب چھان بین کے بعد اصل مجرموں کو گرفتار کیا جائے۔ عدالتی کارروائی کے بعد دہشت گردوں کو عبرت ناک سزا دی جائے۔

فہرست اردو کتب

محمد عطاء اللہ حنیف لاہوری

دار الدعوة السلفیہ، لاہور

۳۱

۲۹۷ء۸۲	ولی محمد بھٹی	۲۹۷ء۸۲	نواب احمد حسین خان
۸۸ و	رد شیعہ، ص: ۱۶۰۔	(۲۷۵ ت)	تاریخ احمدی، شیعہ نقطہ نظر، ص: ۳۷۸۔ مکتبہ رضویہ،
۲۹۷ء۸۲			اے شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔
۸۹ ت	تختہ العوام، ص: ۱۱۴۔ مطبع نول کشور، لکھنؤ۔	۲۹۷ء۸۲	محمد منظور نعمانی
۲۹۷ء۸۲	ابوصہیب روجی	(۵۴۵ د)	دین حق کے امین..... ایک اہم استفتاء، ص: ۵۰۔ نیا
۸۹ ش	شیعہ کربلا اور یزید، ص: ۱۵۹۔ ابوسفیان اکیڈمی۔		گاؤں مغربی لکھنؤ۔
۲۹۷ء۸۲		۳۲۱ء۸۲	حکیم محمد اسحاق
(۹۲)	شیعوں سے بڑھ کر دشمن اسلام کون ہے؟ ص: ۳۲۔ (۲ عدد)	(۳۷۸ ج)	جمہوریت کے شب و روز، ص: ۳۳۔ حویلیاں ضلع
۲۹۷ء۸۲	مولانا اللہ یار خان		ایبٹ آباد۔
(۶۵ ش)	شکست اعدائے حسین، ص: ۶۸۔ ادارہ نقشبندیہ اویسیہ	۲۹۷ء۸۲	صوفی محمد اللہ دتہ
	چکوال۔	(۶۵ ک)	کاشف کید الثعلب فی ایمان ابی طالب، ص: ۲۰۰۔
۲۹۷ء۸۲	احتشام الدین مراد آبادی		ادارہ اشاعت العلوم۔
(۲۰۸ ت)	نصیحة الشیعة (جلد اول)، ص: ۱۶۰۔ جلد دوم، ص:	۲۹۷ء۸۲	ملا باقر علی
	۱۲۴۔ لکھنؤ۔	ب ۲۳ ف	فضائل مرتضوی، ص: ۴۰۰۔ ناشر سید حیدر علی زیدی۔ (۲ عدد)
۲۹۷ء۸۲	مرزا احمد علی	۲۹۷ء۸۲	برکت علی شاہ
(۲۹ م)	شیعہ پاکٹ بک المعروف مخزن المعارف، ص: ۴۹۰۔	ب ۴۳ ک	کلید مناظرہ، ص: ۴۹۸۔ سرفراز بک ڈپو۔
	مکتبہ علمیہ ۸۸۴ کھجور گلی، لاہور۔	۲۹۷ء۸۲	مولوی اسماعیل
۲۹۷ء۸۲	چوہدری امان اللہ لک	(۴۲ ج)	جواب الاستفسارات، ص: ۹۶۔ ناشر مکتبہ شیعہ دار التبلیغ
(۶۷ ن)	نفاذ شریعت اور فقہ جعفریہ، ص: ۹۳۔ عکاس پرنٹر پشاور		سرگودھا۔
۲۹۷ء۸۲	اللہ یار خان	۲۹۷ء۸۲	تحریک نفاذ فقہ
(۶۵ ش)	شیعہ مذہب کے بنیادی عقائد (تحدیر المسلمین عن کید	ت ۳۷ ش	شیعوں کے تعاون سے قرآن مجید کا ترجمہ کرنا قطعاً
	اکاذبین)، ص: ۵۶۔ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان۔		ناجائز ہے، ص: ۵۶۔ ناشر تحریک نفاذ فقہ حنفیہ پاکستان
۲۹۷ء۸۲	ابو ارقم انصاری۔ مترجم: محمود احمد	۲۹۷ء۸۲	محمد ثناء اللہ پانی پتی
(۳۵۳)	دعوت فکر و عمل، ص: ۵۹۔ مکتبہ حزب الرسول راولپنڈی	ت ۷۷ س	السیف المسلول، ص: ۵۳۸۔ فاروقی کتب خانہ

- سعیدیہ، فیض آباد۔
- ۲۔ حضرت مجدد الف ثانی سرہندی۔ ہدایت الشیعہ، ص: ۳۲۔ الکتاب سرکلر روڈ، لاہور۔
- ۳۔ پیر غلام دستگیر۔ حیات سرور کائنات، ص: ۴۸۔ دائرۃ الاصلاح۔
- ۴۔ پیر غلام دستگیر۔ صدیق وفاروق غیر مسلم مورخین کی نظر میں، ص: ۳۲۔ دائرۃ الاصلاح۔
- ۵۔ پیر غلام دستگیر۔ مقام بنی امیہ، ص: ۳۲۔ دائرۃ الاصلاح۔
- ۶۔ پیر غلام دستگیر۔ حیات حضرت حسین، ص: ۳۲۔ دائرۃ الاصلاح۔
- ۷۔ پیر غلام دستگیر۔ قرآن کی معنوی تحریف اور انکار حدیث کے فتنے کا سد باب، ص: ۵۸۔
- ۸۔ مولانا سید داود غزنوی۔ اُسوہ حسین، ص: ۴۰۔ جمعیت اہل حدیث، لاہور۔
- ۹۔ خطبہ صدارت (مجلس استقبالیہ)، ص: ۵۶۔
- ۱۰۔ فساداتِ محرم کے اندوہناک واقعات، ص: ۱۶۔ جمعیت علمائے اسلام، لاہور۔
- ۲۹۷ء۸۲ احمد الکاتب
- ش (۲۹۳) شیعہ کے سیاسی افکار و نظریات؛ شوریٰ سے ولایت فقیہ تک، ص: ۶۶۰۔ دارالشوری للدراسات والاعلام۔
- ۲۹۷ء۸۲ ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی۔ ترجمہ: رضا حسین رضوانی
- ت ۹۲۴ ت تجلی، ص: ۲۶۰۔ مجمع علمی اسلامی
- ۲۹۷ء۸۲ محمد علی جانباز
- ج ۲۰۵ ج حرمت متعہ، ص: ۱۸۰۔ جامعہ ابراہیمیہ سیالکوٹ۔
- ۲۹۷ء۸۲ مولانا اللہ یار خان
- ح ۵۲ حضرت حسین کے قاتل خود شیعہ تھے۔ ص: ۲۳۔ تحریک نفاذ فقہ حنفیہ، پاکستان۔

- ۲۹۷ء۸۲ مولانا عبدالسلام بستوی
- ب ۵۲۴ اسلام اور تعزیر داری، ص: ۱۱۲۔ کتب خانہ مسعود، اُردو بازار، دہلی۔
- ۲۹۷ء۸۲ ڈاکٹر محمد تیجانی سماوی
- ت ۹۲۴ ح حکم اذان، ص: ۳۲۷۔ مجمع علمی اسلامی۔
- ۲۹۷ء۸۲ موسیٰ جبار اللہ۔ مترجم: شاہ محمد جعفر پھلواروی
- ج ۱۳۲ د الوشیعہ، ص: ۴۰۰۔ عظمت صحابہ اکیڈمی۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد حسین۔ ترجمہ: سید ابن حسن
- ج ۵۳۶ اصل و اصول شیعہ، ص: ۱۷۷۔ رضا کاربک ڈپو، لاہور
- ۲۹۷ء۸۲ مولانا عبدالشکور لکھنوی
- ع ۳۹ ت تحفہ اہل سنت، ص: ۸۹۲۔ مکتبہ امدادیہ، ملتان پاکستان
- ۲۹۷ء۸۲ مولوی محمد کرم الدین
- د ۵۱ آ آفتاب ہدایت، ص: ۳۸۴۔ مدرسہ اظہار الاسلام، چکوال۔
- ۲۹۷ء۸۲ محمد ابراہیم کبیر پوری
- ل ۱۱۹ م مقالات محرم، ص: ۱۱۲۔ جامعہ انوار القرآن والحدیث، پتوکی۔
- ۲۹۷ء۸۲ بابا خلیل احمد
- خ ۶۹ م مولیٰ اور معاویہ، ص: ۴۳۵۔ مطبع علمی الیکٹرک پریس، بنارس
- ۲۹۷ء۸۲ سید محبت الدین خطیب۔ مترجم: عبیدالحق
- خ ۵۸ ش شیعہ سنی اتحاد کیسے ممکن ہے؟ ص: ۱۰۳۔ ناشر المکتبۃ العلمیہ، لاہور۔ (۲ عدد)
- ۲۹۷ء۸۲ سید محبت الدین الخطیب۔ ترجمہ: ارشد قیوم الدین
- خ ۵۸ ش شیعہ سنی مفاہمت، ص: ۸۷۔ الدار العلمیہ۔
- ۲۹۷ء۹ مولانا عطاء اللہ حنیف
- ج ۸۲۵ ک کر بلا کی کہانی ابو جعفر باقر کی زبانی، ص: ۲۳۔ المکتبۃ السلفیہ، لاہور۔
- ۲۹۷ء۸۲ السید محبت الدین الخطیب۔ مترجم: محمد اسلم (مجموعہ رسائل ردّ شیعیت۔ ۱۰ کتب)
- خ ۵۸ ا اسلامی پیغام کے اولین علم بردار، ص: ۱۰۳۔ مکتبہ

عظیم خوشخبری

دینی مدارس کے طلباء کے لئے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے

اس سال مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث محلہ سلطان والا جھنگ صدر میں

فضیلۃ الشیخ
حفظہ اللہ
عبدالرحمن ضیاء

بخاری شریف کی تدریس کے ساتھ ساتھ آٹھویں صدی کی مشہور شخصیت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ کے مشہور ترین شاگرد رشید امام علامہ حافظ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابوبکر المعروف بابن القیمؒ کی مشہور و معروف کتاب القصیدۃ النونیہ بھی پڑھا رہے ہیں۔ جو طلباء صحیح بخاری اور **القصیدۃ النونیہ** پڑھنے کے متمنی ہوں وہ جلد از جلد رابطہ کریں۔ در اسہ شروع ہو چکا ہے۔ موقع کو غنیمت سمجھیں اور جلد رابطہ کریں۔

انتظامیہ مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث متصل جامع مسجد قدس اہل حدیث
محلہ سلطان والا جھنگ صدر رابطہ نمبر: 03326276401 , 03214695985

منجانب

نشاطِ روح

زباں پہ آیت قرآن نہیں تو کچھ بھی نہیں
 نشاطِ روح کا ساماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 ترے سفینے میں لعل و گہر سہی لیکن
 متاعِ سنت و قرآن نہیں تو کچھ بھی نہیں
 تمام دانش و حکمت، تمام علم و شعور!
 یقین کی شمع فروزاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 یہ خانقاہ یہ مسجد یہ منبر و محراب
 چراغِ کعبہ ایماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 ہر ایک شے کی تجھے ماہیت کا علم سہی
 خود اپنی ذات کا عرفاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 گلوں نے اپنے گریباں تو چاک کر ڈالے
 ترا ہی چاک گریباں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 وہ تیغ جس سے لرز اٹھے قیصر و کسریٰ
 تری حیات کا عنوان نہیں تو کچھ بھی نہیں
 ابھی ہے دل ترا سوز یقین سے بیگانہ
 ادائے بوذر و سلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں
 خودی کی آگ سے روشن ضمیر کر اپنا
 اس انجمن میں چراغاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 شکوہ دین محمدؐ کے راز دار اگر
 کلاہ و طرہ افغاں نہیں تو کچھ بھی نہیں
 وہ شعر لاکھ ہو ”سحرِ حلال“ اے تابش!
 سخن میں گرمی ایماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

(تابش جازی)